INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

قیمت ۱۰ روپے

شمارہ: ۱۷ | ۲۴ تا ۳۰ / ربیع الثانی تا ۱ / جمادی الاول ۱۴۲۹ھ مطابق یکم تا ۷ / مئی ۲۰۰۸ء | جلد: ۲۷

حلال کمائی اور اسلام

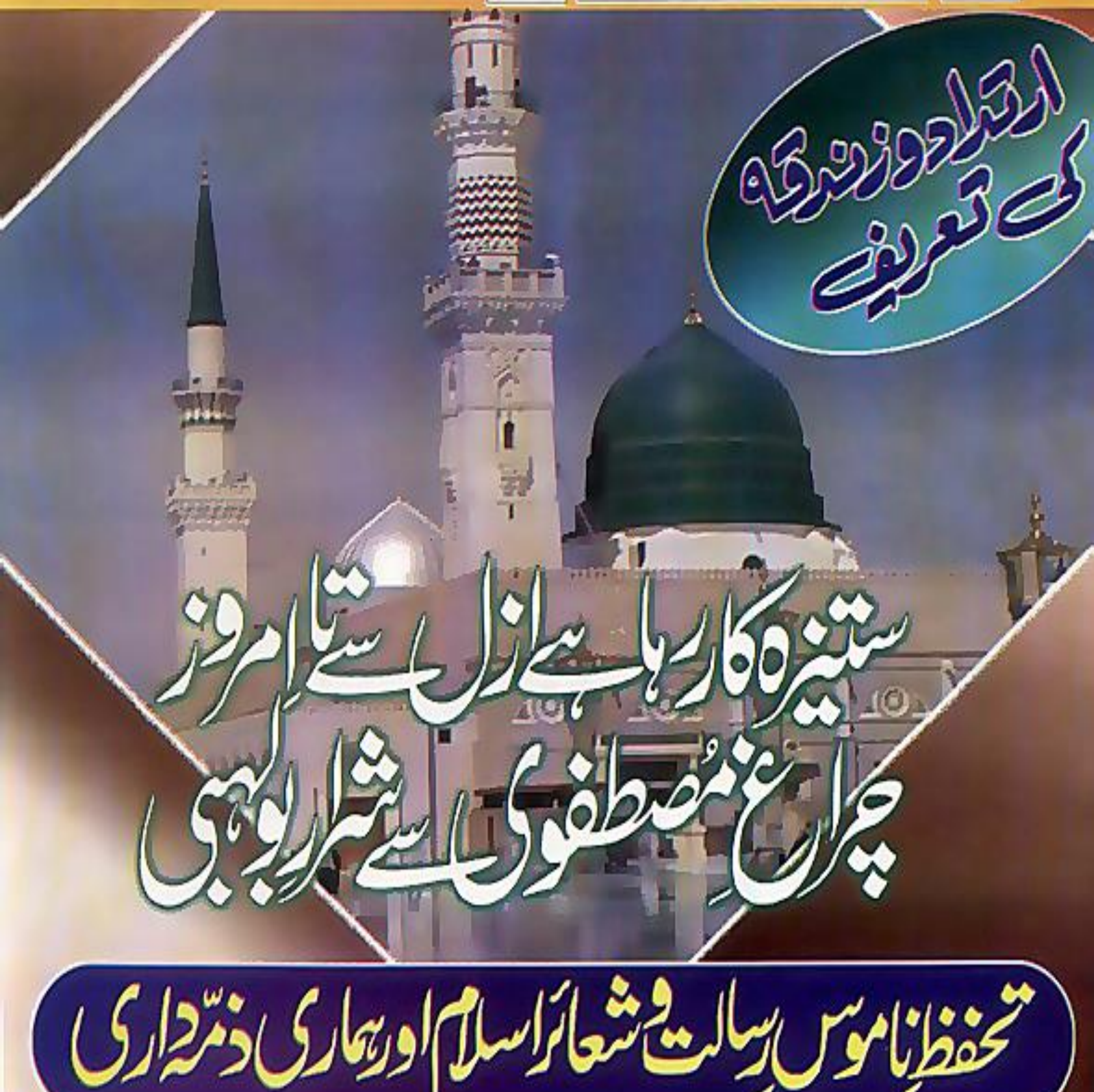

تحفظِ ناموسِ رسالت و شعائر اسلام اور ہماری ذمہ داری

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http//WWW.khatme-nubuwwat.org
http://WWW.khatme-nubuwwat.com

مولانا سعید احمد جلال پوری

قسطوں کے کاروبار پر اشکال

حافظ الحق حسن زئی

س:......عرض یہ ہے کہ گاڑی کی خرید و فروخت کے متعلق اخبار جنگ میں پڑھا چونکہ میں ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کے کالم کا مستقل قاری ہوں۔ جناب عالی! آپ نے چھ لاکھ کی گاڑی آٹھ لاکھ میں لیزنگ کمپنی یا بینک سے چار سال کے لئے قسطوں پر فروخت کو جائز قرار دیا اور صرف یہ فرمایا کہ قسط شارٹ یا لیٹ ہونے پر سود نہ لگے تو اس طرح گاڑی خریدنا جائز ہے۔ لہٰذا ازراہِ کرم لیزنگ کمپنی یا بینک سے گاڑیوں کی خرید و فروخت کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں کہ مذکورہ شرائط پر گاڑیوں کی خرید و فروخت جائز ہے یا نہیں؟

۱:......کیا رقم کے مطابق فکس منافع اور سالوں کے مطابق چار سال کا اتنا منافع اور اتنی قسط اور پانچ سال کا اتنا منافع اور اتنی قسط چھ سال کا اتنا منافع اور اتنی قسط اور سات سال کا اتنا منافع اور اتنی قسط، رقم کی مدت جتنی بڑھتی ہے اتنا منافع بھی ساتھ ساتھ بڑھتا ہے، کیا اس طرح مختلف سالوں پر مختلف منافع جو کہ بینک یا لیزنگ کمپنی نے فکس کیا ہوا ہے، گاڑی خریدنا جائز ہے ان کے پاس چارٹ موجود ہے ان مختلف سالوں کے منافع کا۔

۲:......لیزنگ کمپنی اور بینک کی گاڑی کو آپ لازماً فل انشورنس کریں گے تاکہ گاڑی گم ہونے یا حادثہ کی صورت میں انشورنش کمپنی آپ کو رقم ادا کرنے کی ذمہ دار ہوگی اور آپ ہر سال پابندی سے انشورنس کی رقم ادا کرتے رہیں گے تاوقتیکہ بینک کی رقم ختم نہ ہو جائے کیا یہ جائز ہے اور یہ لازمی شرط ہے؟

۳:...... یہ چارٹ لیزنگ کمپنی اور بینک کے پاس مختلف سالوں کا مختلف منافع اور مختلف قسط کی صورت میں موجود ہے، کیا ایک چیز کی کئی قیمت بتا کے پھر ایک شرط پر اس طرح سودا جائز ہے؟

نوٹ: انتہائی معذرت کے ساتھ میرے ذہن میں اور معلومات کے مطابق لیزنگ کمپنی کی مذکورہ بالا شرائط ہیں، سائل نے پوری شرائط ذکر نہیں کی تھیں، اس وجہ سے آپ کی خدمت میں یہ چند سطور ارسال خدمت ہیں، ازراہِ کرم! قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔

جواب: میں نے اپنے جواب میں لکھا تھا کہ: نقد ادائیگی پر سستی اور ادھار میں مہنگی قیمت پر خرید و فروخت جائز ہے، بشرطیکہ اس میں کوئی ایسی شرط نہ ہو جس سے بیع فاسد ہو جاتی ہو پھر اس کی مثال بھی لکھی تھی، ساتھ یہ بھی لکھا تھا کہ جس سے یہ معاملہ کیا جا رہا ہو وہ سودی ادارہ بھی نہ ہو، میرے خیال میں اس جواب میں تو کوئی تشنگی باقی نہیں تھی، تاہم آپ نے جو صورت حال لکھی ہے، اس میں آپ نے بینک کا تذکرہ کیا ہے، جبکہ پہلے سائل نے کسی بینک کا تذکرہ نہیں کیا تھا اور نہ میرے جواب میں کہیں بینک کا لفظ آیا تھا۔ بہر حال اگر کوئی شخص کسی کمپنی یا لیزنگ ادارہ سے گاڑی قسطوں پر خریدتا ہے اور وہ ادارہ ادائیگی کی مدت کے فرق کو مدنظر رکھتے ہوئے پیشگی اس کی قیمت کا تعین کر لیتا ہے تو یہ جائز ہے۔ مثلاً ادارہ گاڑی خریدنے والے کو یہ باور کراتا ہے کہ یہ گاڑی نقد پر اتنا، سال بھر کی ادھار پر اتنا اور دو، تین، چار یا پانچ سال کی ادھار پر اتنی قیمت کی ہوگی، یہ بیع فی نفسہ جائز ہے کیونکہ ایک طرف گاڑی ہے اور دوسری طرف اس کی قیمت ہے، جہاں سود کا کوئی احتمال اور شائبہ نہیں ہے، بشرطیکہ اس عقد میں کوئی دوسری شرط فاسد نہ ہو۔

۲:...... بلاشبہ انشورنس ناجائز اور حرام ہے لیکن اگر کوئی کمپنی یا ادارہ اپنے سرمایہ کے تحفظ کی خاطر لازمی طور پر انشورنس کراتا ہے تو مجبوری کی صورت میں امید ہے کہ خریدار کو اس کا گناہ نہیں ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی اگر خریدار اس کمپنی اور ادارہ کو یہ کہہ دے کہ انشورنس جائیں اور آپ جائیں، مجھے تو گاڑی کی صافی قیمت اور اس کی قسطیں بتلادی جائیں، تو یہ زیادہ احوط ہوگا۔

لیکن اگر ایسا ممکن نہ ہو اور مجبوراً گاڑی کا انشورنس کرانا پڑے اور خدانخواستہ کوئی حادثہ ہو جائے تو خریدار انشورنس ادارہ سے اتنا رقم لینے کا حق دار ہوگا جتنا اس نے انشورنس ادارہ کو ادا کی ہے۔

۳:...... میں نے اپنے پہلے جواب میں لکھا تھا کہ بشرطیکہ وہ ادارہ جس سے معاملہ کیا تھا سودی نہ ہو، جس کا مطلب یہ ہے کہ سودی ادارہ سے معاملہ کرنے سے احتراز کیا جائے تاہم اگر کوئی شخص مجبور ہے اور بینک اس تفصیل سے معاملہ کرتا ہے اور گاڑی کی رقم مہیا نہیں کرتا بلکہ گاڑی خرید کر دیتا ہے اور پیشگی اس کی قیمت ادھار کا تعین کرتا ہے تو یہ معاملہ بھی جائز ہوگا۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر — مولانا سعید احمد جلالپوری
علامہ احمد میاں حمادی — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
صاحبزادہ سید محمد سلیمان بنوری — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
عبداللطیف طاہر — مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۲۷ ۲۶/ربیع الثانی تا ۳/جمادی الاول ۱۴۲۹ھ مطابق یکم تا ۷/مئی ۲۰۰۸ء شمارہ:۱۷

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

کمپوزنگ

محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

قوم کے اعتماد کی لاج رکھئے!	۳	مولانا سعید احمد جلال پوری
تقویٰ کے انعامات	۵	جناب عبداللہ
تحفظ ناموس رسالت وشعائر اسلام	۷	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
حلال کمائی اور اسلام	۱۵	مولانا مطیع الرحمٰن قاسمی
اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زہریلا پروپیگنڈا	۱۸	جناب ابوفراز
ارتداد وزندقہ کی تعریف	۲۱	مولانا محمد عثمان منصور پوری
سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ	۲۳	علامہ محمد عبداللہ
خبروں پر ایک نظر	۲۵	ادارہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زرتعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ ڈالر

زرتعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک- ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

قوم کے اعتماد کی لاج رکھئے!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

حالیہ انتخابات میں پی پی پی اور مسلم لیگ نواز شریف کو سب سے زیادہ نشستیں ملی ہیں، چنانچہ اس وقت قومی اسمبلی میں ان دو جماعتوں کی اکثریت ہے اور حکومت سازی کا اعزاز بھی انہیں حاصل ہوا ہے۔ حکومت واقتدار اور کرسی واختیارات ایسی چیزیں ہیں کہ اچھے اچھوں کے دماغ ٹھکانے نہیں رہتے، وہ زمین پر رہتے ہوئے آسمان کی باتیں کرنے لگتے ہیں، بلکہ نعوذ باللہ مخلوق ہوتے ہوئے خدائی دعوے کرتے ہیں۔

بادشاہوں کی تاریخ گواہ ہے کہ ایسے احمق بہت سے ہوئے ہیں، جن کو قوت وطاقت اور حکومت واقتدار نے پاگل کردیا تھا، چنانچہ نمرود، فرعون، ہامان، قارون، ابرہہ، قیصر، کسریٰ وغیرہ بیچارے اسی سوداء کے مریض تھے۔

ہمارے ملک کے عزت مآب صدر پرویز مشرف بھی اسی غلط فہمی کا شکار رہے ہیں، چنانچہ وہ اکثر وبیشتر فرمایا کرتے تھے کہ: ”اب نواز شریف اور بے نظیر واپس نہیں آسکتے، ان کا اس ملک کی سیاست میں کوئی رول نہیں۔“ وغیرہ وغیرہ۔

اے کاش! اگر ان کو اس بات کا احساس وادراک ہوجاتا کہ ہمارے اوپر بھی کوئی بااختیار ذات ہے، جو قوت وقدرت اور تدبیر وطاقت کے خزانوں کی مالک ہے، تو شاید وہ یہ دعوے نہ کرتے۔

بہرحال قدرت نے موصوف کو اپنی زندگی اور اپنی صدارت کے دور میں یہ منحوس دن دکھائے کہ جن لوگوں کو انہوں نے ملک سے بے دخل کیا تھا، انہیں کو اختیارات منتقل کرنا پڑے اور جن کے خلاف وہ ہر بیان وتقریر میں بھڑاس نکالتے تھے، آج انہیں کے سامنے بے بسی سے خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں۔

اس لئے موجودہ حکومت کے ذمہ داران خصوصاً نواز شریف اور پی پی پی کے بڑوں سے ہم عرض کرنا چاہیں گے کہ اقتدار کے نشے میں اپنے ہوش وحواس برقرار رکھنے کی کوشش کریں۔

موجودہ انتخابات میں قوم نے آپ پر اعتماد کیا ہے تو قوم کے اعتماد کی لاج رکھیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو ملک وقوم کی خدمت کا ایک موقع دیا ہے تو اس کی قدر کریں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کے شکر کی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کریں ان کو عدل وانصاف مہیا کریں، اپنے تو اپنے مخالفوں پر بھی ظلم وزیادتی نہ کریں۔

حکومت واقتدار کا ہُما کسی ایک جگہ نہیں بیٹھا کرتا، یہ آئے دن اپنا ٹھکانہ بدلتا رہتا ہے، آج آپ کے سروں پر ہے تو کل کسی اور کے سر پر بھی بیٹھ سکتا ہے، اس لئے اپنے لبادے میں رہیں اور اپنے کارکنوں خصوصاً شریک اقتدار وزیروں اور مشیروں کو بھی یہی بات سمجھائیں۔

قوم وملک کی خدمت کے لئے ایسے افراد کا انتخاب کریں جو ملک وملت کے وفادار اور اللہ ورسولؐ کے اطاعت شعار ہوں، اس لئے کہ جو لوگ اللہ ورسولؐ کے وفادار نہ ہوں وہ کبھی قوم وملک کے وفادار نہیں ہوسکتے۔

عین ممکن ہے کہ جس طرح سابقہ حکومت میں غدارانِ نبوت اور مرزا غلام احمد قادیانی کی اولاد نے پرویز مشرف اور چوہدری برادران کی لٹیا ڈبوئی ہے کہیں اس باران کی نحوست کا وبال آپ کی حکومت کی ناکامی کی شکل میں سامنے نہ آئے۔

جیسا کہ پی پی پی نے پنجاب کے ضلع تونسہ میں ایک جدی پشتی قادیانی کو صوبائی اسمبلی کا ٹکٹ دیا تھا، اسی طرح شنید ہے کہ اب کراچی کے ڈی پی او کے لئے ایک ایسے شخص کو منتخب کیا جارہا ہے جو قادیانیت کی تہمت رکھتا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

تقویٰ کے انعامات

تقویٰ دراصل اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے اپنی ناجائز نفسانی خواہشات اور گناہ کے تقاضوں کی مخالفت کا نام ہے۔

عبداللہ

اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو تقویٰ اختیار کرنے کا عظیم الشان حکم عطا فرمایا ہے' بے شمار آیات قرآنی و احادیث مبارکہ میں اس کی اہمیت کی بنا پر مختلف انداز سے اس فریضہ کی طرف مومن مردوں اور عورتوں کو متوجہ کیا گیا ہے۔ تقویٰ دراصل اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے اپنی ناجائز نفسانی خواہشات اور گناہ کے تقاضوں کی مخالفت کا نام ہے۔ اس نفس انسانی کی فطرت میں سرکشی اور بغاوت کا مادہ ہے اور پیدائش سے لے کر موت تک ساری زندگی نفس اور اس کی ناجائز خواہشات سے مقابلہ ہے اور اس میں کامیابی اور اس خطرناک ترین دشمن (نفس) کو زیر کر لینا یہی تقویٰ ہے' خود اللہ پاک نے ''فالھمھا فجورھا وتقوٰھا'' ارشاد فرما کر اس بات پر متنبہ فرمادیا ہے کہ گناہ اور فسق وفجور کی زندگی چھوڑے بغیر تقویٰ کی دولت حاصل کرنا ممکن نہیں ہے چونکہ گناہوں کے تقاضوں اور شہوت کی آگ کا مقابلہ کرنا اور اس میں کامیابی حاصل کرنا کوئی معمولی بات نہیں' بلکہ ان بلند ہمت لوگوں کا کام ہے جن کی قسمت میں سعادت ازلی لکھی جاچکی ہے' اس لئے اللہ جل شانہ نے اس پر بے شمار انعامات کا وعدہ فرما کر دنیا و آخرت میں کامیابی کی بشارت دی ہے' ذیل میں ان کا ذکر کیا جاتا ہے:

پہلا انعام: ''یا ایھا الذین آمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا'' یعنی اگر تقویٰ کے ساتھ زندگی گزاری تو اللہ تعالیٰ حق و باطل' صحیح اور غلط میں فرق کرنے اور اس کو پہچاننے کی صلاحیت عطا فرمادیتے ہیں' پھر وہ آدمی راہ حق سے بھٹکنے سے محفوظ ہوجاتا ہے۔

دوسرا انعام: ''ویکفر عنکم سیاتکم'' یعنی تقویٰ کی بدولت سابقہ گناہوں کا انبار اور بوجھ ہٹ جاتا ہے اور انسان ان کے وبال اور عذاب سے بچ جاتا ہے۔

تیسرا انعام: ''ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا'' زندگی میں مختلف مواقع پر ایسے صبر آزما مراحل سے واسطہ پڑتا ہے' جس میں بظاہر اچھے حالات کی کوئی امید نہیں رہتی' اللہ تعالیٰ متقی شخص کے لئے ان حالات میں ایسا راستہ کھول دیتے ہیں' جس کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔

چوتھا انعام: ''ویرزقہ من حیث لا یحتسب'' متقی شخص کو زندگی میں حلال رزق اتنی فراوانی سے ملتا ہے کہ کسی دوسرے کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلانے پڑتے۔

پانچواں انعام: ''ومن یتق اللہ یکفر عنہ سیاتہ ویعظم لہ اجرا'' تقویٰ کی برکت سے گناہوں کی معافی کے ساتھ طاعت کے اجر وثواب میں بے پناہ اضافہ ہوجاتا ہے۔ اس طرح تھوڑے اعمال صالحہ کے باوجود نیکیوں کا بڑا ذخیرہ جمع ہوتا چلا جاتا ہے۔

چھٹا انعام: ''ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم'' قیامت کے دن اللہ جل شانہ کے دربار میں مخلوق کے بھرے مجمع میں عزت و سرخروئی حاصل ہوگی۔

ساتواں انعام: ''من عمل صالحا من ذکر او انثیٰ وھو مومن فلنحیینہ حیاۃ طیبۃ'' یعنی دین میں ایسی خوشگوار اور پرسکون زندگی حاصل ہوگی جس میں راحت اور لطف و سرور کے سوا کچھ نہ ہوگا' گویا دنیا ہی میں جنت کا مزہ حاصل ہوجائے گا۔

آٹھواں انعام: ''ومن یتق اللہ یجعل لہ من امرہ یسرا'' متقی شخص کا ہر مشکل کام نصرت خداوندی سے آسان ہوجاتا ہے۔

نواں انعام: ''فمن اتقیٰ واصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون'' آخرت میں ایسی زندگی حاصل ہوگی' جس میں ڈر' خوف' غم اور پریشانی کا تصور بھی نہیں ہوگا۔

دسواں انعام: ''ان اولیاؤہ الا المتقون'' متقی شخص کو ولایت خداوندی کا تاج حاصل ہوجاتا ہے' اور جس کی دوست اور مددگار وہ عظیم الشان ذات ہو' دنیا و آخرت کی کامیابی اس کا مقدر ہے۔

اللہ جل شانہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔ ☆......☆

درسِ حدیث

کھانے کے آداب واحکام

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

سونے سے پہلے برتن ڈھک دیئے جائیں اور آگ کے چراغ کو بجھادیا جائے

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: (سونے سے پہلے) دروازے مقفل کرو، مشکیزوں کو بند لگادو، برتنوں کو (اگر وہ خالی ہوں) الٹ دو، یا (اگر خالی نہ ہوں تو) ان کو ڈھک دو، اور چراغ بجھادو، کیونکہ شیطان بند دروازے کو (جو بسم اللہ شریف پڑھ کر بند کیا گیا ہو) نہیں کھولتا، اور برتن کے بند کو نہیں کھولتا، اور ڈھکے ہوئے برتنوں کو نہیں چھیڑتا، (اور چراغ گل کرنے کی حکمت یہ ہے کہ) بدکار چوہا چراغ کی جلتی لو کو کھینچ کر گھر کو آگ لگادیتا ہے۔“ (ترمذی، ج:۲، ص:۳)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: سوتے وقت آگ کو اپنے گھروں میں نہ چھوڑا کرو۔“ (ترمذی، ج:۲، ص:۳)

تشریح:

رات کو آگ کا کھلا چھوڑ دینا خطرناک ہے کہ ہوا سے اُڑ کر مشتعل ہوسکتی ہے، البتہ اگر آگ کو اس طرح بند کردیا جائے کہ اس کے اُڑنے اور مشتعل ہونے کا احتمال نہ رہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

کھجور کے دو دانے اکٹھے کھانا مکروہ ہے

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ممانعت فرمائی ہے کہ آدمی اپنے رفیق کی اجازت کے بغیر کھجور کے دو دانے ملا کر کھائے۔“ (ترمذی، ج:۲، ص:۳)

تشریح:

یعنی جب دسترخوان پر چند آدمی شریک ہوں تو دوسروں کی اجازت کے بغیر یک وقت دو دو دانے اکٹھے کھانا مکروہ ہے، کہ یہ آدمی کے حریص ہونے کی بھی علامت ہے اور اس میں دوسروں کی حق تلفی بھی ہے، البتہ اگر دوسرے رفقاء کو اس پر کوئی شکایت نہ ہو تو اس کی اجازت ہے۔

کھجور کا پسندیدہ ہونا

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ: جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں اس گھر کے لوگ بھوکے ہیں۔“ (ترمذی، ج:۲، ص:۳)

تشریح:

اہلِ عرب کی خوراک کا اکثر و بیشتر حصہ کھجور تھا، اس لئے ان کو گھر میں کھجور رکھنے کی ترغیب دی گئی۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اس حدیث شریف سے گھر میں کھجور رکھنے کی فضیلت معلوم ہوئی۔ یہ ناکارہ عرض کرتا ہے کہ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ نے بھی باب کے عنوان سے اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے، اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اہل و عیال کی خوراک کا ذخیرہ گھر میں رکھنا جائز ہے، بلکہ یہ چیز لائقِ ترغیب ہے۔

کھانے سے فارغ ہوکر اس پر شکر کرنا

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: حق تعالیٰ شانہ، اس کو پسند فرماتے ہیں کہ بندہ ایک لقمہ کھانے کا کھائے، یا پانی کا گھونٹ پیئے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔“ (ترمذی، ج:۲، ص:۳)

تشریح:

اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ: بندے کا کھانے کا ایک لقمہ کھا کر یا پانی کا ایک گھونٹ پی کر اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اللہ تعالیٰ کو محبوب اور پسندیدہ ہے، یہی وجہ ہے کہ کھا کر شکر کرنے والا، روزہ رکھ کر صبر کرنے والے کی طرح اجر و ثواب کا مستحق ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ کھانے کے آداب میں لکھتے ہیں کہ ہر نوالے پر بسم اللہ شریف پڑھو، اور جب تک خوب چبا کر نوالہ نگل نہ لو، دوسرا نہ ڈالو، اور ہر نوالے پر الحمد للہ کہو۔

حق تعالیٰ شانہ کی نعمت کی قدر شناسی کا یہی تقاضا ہے کہ اس کریم مالک کے رزق کو اس کا نام لے کر کھائے اور ہر لقمے کے کھانے پر اس کا شکر بجالائے کہ اس مالک نے یہ کھانا مہیا فرمایا، پھر اس کو کھانے کے لئے ہمارے اعضاء و قویٰ سلامت بنائے، پھر اپنے لطف سے اس کو ہمارے حلق سے اتار دیا، گویا کھانے کے ایک لقمے میں اور پانی کے ایک ایک گھونٹ میں حق تعالیٰ شانہ کی چند در چند نعمتیں جمع ہیں، بڑی غفلت و ناسپاسی ہے کہ بندہ ان عظیم الشان نعمتوں کا شکر بجانہ لائے، اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ۔

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
ضبط و ترتیب: مولانا فخر الزماں

تحفظِ ناموسِ رسالت و شعائرِ اسلام اور ہماری ذمہ داری

’’تحفظ ناموسِ رسالت و شعائر اسلام‘ کے موضوع پر ۳۰/ مارچ ۲۰۰۸ کو بہادر آباد، کراچی میں ایک مذاکرہ کا اہتمام کیا گیا تھا، جس میں حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ نے بھی بیان فرمایا جو نذر قارئین ہے۔

حضرات علمائے کرام! معزز مہمانانِ گرامی اور قابلِ صد احترام خواتین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

اللہ جل جلالہ کا بڑا انعام و کرم ہے کہ آج ہم اس جگہ اپنی اس محبوب ترین متاع کے تحفظ کے لئے جمع ہیں، شروع میں مجھے یہ بات بتائی گئی تھی کہ ایک محدود مذاکرے کا انتظام ہوگا، جس میں چیدہ چیدہ کچھ افراد کو جمع کیا جائے گا، لیکن اس محدود اجتماع میں مرد و خواتین کی اتنی بڑی حاضری اس بات کی علامت اور دلیل ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہماری قوم کے دلوں میں ایمان اور نبی کریم سرور دو عالم رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی شمع الحمدللہ روشن رکھی ہے، اور اس جذبے کے تحت آج اس جگہ یہ عظیم الشان اجتماع نظر آرہا ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آپ حضرات کی اس حاضری کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے، جن حضرات نے اس اجتماع کا اہتمام کیا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی بہترین جزا دنیا و آخرت میں عطا فرمائے اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے یہ بھی دعا ہے کہ اس اجتماع میں ہم کچھ ایسے فیصلے اور کچھ ایسے عزائم لے کر اٹھیں جو اس موقع پر امتِ مسلمہ کو واقعتاً کرنے چاہئیں اور جو اس کا عظیم فریضہ ہے۔

آپ حضرات یہ جانتے ہیں کہ آج کا یہ عظیم اجتماع ان دریدہ دہن اور گستاخ افراد کے ناپاک اقدامات پر غور کرنے کے لئے منعقد ہوا ہے جنہوں نے اپنی بدباطنی اور خباثت نفس کا چند کارٹونوں کے ذریعہ اور قرآن کے خلاف ایک فلم تیار کرنے کے ذریعے ثبوت دیا ہے۔ میرے بھائیو اور بہنو! دشمنانِ اسلام کی طرف سے اسلام کے خلاف کارروائیاں اور نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں

> آج کائنات میں پوری روئے زمین پر کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جس میں کہیں نہ کہیں ہر وقت ہر آن ’’اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ‘‘ کی صدا نہ گونج رہی ہو

گستاخیاں آج کوئی نئی بات نہیں ہے، جب سے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کائنات میں تشریف لائے اور آپ کی تعلیمات کا نور اس کائنات میں پھیلا اس وقت سے یہ دشمنانہ کارروائیاں جاری ہیں:

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

یہ اوچھی حرکتیں، یہ چھچھورے ہتھکنڈے ہر زمانے میں ہوتے رہے ہیں اور قرآن نے خود فرمایا:

’’ہم نے کوئی رسول اس دنیا میں نہیں بھیجا، مگر جس قوم کی طرف بھیجا تھا اس کے بدنصیب افراد نے اس کو استہزاء کا نشانہ بنایا۔‘‘

اس کی تعلیمات کا مذاق اڑانے کی کوشش کی، لیکن قرآن کریم یہ کہتا ہے کہ یہ سارے اوچھے ہتھکنڈے رہ جائیں گے، یہ لوگ اپنی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں:

’’یریدون لیطفئوا نور الله بافواههم والله متم نوره ولو كره الكفرون۔‘‘

ترجمہ: ’’یہ چاہتے ہیں کہ اپنے منہ سے اللہ کے نور کو بجھا دیں، لیکن اللہ اپنا نور مکمل کرکے رہے گا، خواہ کافروں کو وہ کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔‘‘

یہ اعلان قرآن کریم نے چودہ سو سال پہلے ہی کر دیا تھا، تو واقعہ یہ ہے کہ یہ گستاخیاں کیا کریں، مذاق اڑانے والے ہزار مذاق اڑایا کریں، بُرا کہنے والے ہزار بُرا کہا کریں، لیکن جس ذات کے بارے میں قرآن نے یہ کہہ دیا: اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ کہہ دیا کہ: ’’ورفعنا لک ذکرک‘‘... ہم نے

تمہارے ذکر اور تمہارے تذکرے کو رفعت اور بلند مقامی عطا فرمائی ہے... اس ذات کی عظمت وجلال پر اس کی حرمت وتقدیس پر ایک حبہ فرق نہیں آتا، یہ بدزبانیاں کرنے والے ہزار بدزبانیاں کیا کریں، لیکن سرور دو عالم جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وتقدیس کے گیت دنیا کے ہر کونے میں ہر آن اور ہر لمحے گائے جاتے رہیں گے۔ آج کائنات میں پوری روئے زمین پر کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جس میں کہیں نہ کہیں ہر وقت ہر آن ''اشہدان محمدارسول اللہ'' کی صدا نہ گونج رہی ہو۔

مجھے یاد آتا ہے کہ ایک مشہور حکیم اور فلسفی ابوعلی بن سینا جو اپنے زمانے میں علم اور حکمت کے شناور سمجھے جاتے تھے، ان کے علم کا اور ان کی ذہانت کا ڈنکا بجا ہوا تھا تو ان کا ایک شاگرد تھا، ایک مرتبہ اس شاگرد نے اپنے استاذ بوعلی سینا سے کہا کہ: استاذ! آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اتنا علم دیا ہے، اتنی فہم دی ہے، اتنی فراست دی ہے تو آپ اگر نبوت کا دعویٰ کردیں تو میں سمجھتا ہوں بہت بڑی خلقت آپ کے پیچھے لگ جائے گی اور آپ کو لوگ نبی مان لیں گے، پیغمبر مان لیں گے۔ ابوعلی سینا نے شاگرد کی بات سنی ان سنی کردی کوئی جواب نہیں دیا، بات آئی گئی ہوگئی۔

ایک عرصہ کے بعد شیخ بوعلی سینا کو شام کا سفر پیش آیا، دمشق گئے اور دمشق کی جو جامع مسجد ہے اس کے قریب ایک مکان میں قیام کیا، شاگرد بھی ساتھ تھا، سخت سردی کا زمانہ تھا، طوفانی وبرفانی ہوائیں چل رہی تھیں تو رات کو شیخ بوعلی سینا تہجد کے لئے اٹھتے تھے، بیدار ہوئے، شاگرد پاس سویا ہوا تھا، اس سے کہا کہ بیٹا مجھے نماز پڑھنی ہے، وضو کرنا ہے، سردی ہے ذرا پانی گرم کردو تو میں وضو کرلوں اور وضو کرکے نماز ادا کرلوں، شاگرد خواب وراحت کے مزے لے رہے تھے، لحاف میں گھسے ہوئے تھے، انہوں نے کہا کہ ''جناب شیخ! تہجد کی نماز فرض اور واجب تو ہے نہیں یہ تو ایک نفل عبادت ہے اور سردی بڑی سخت ہے، اگر آپ تہجد نہ پڑھیں تو کیا حرج ہے؟'' شیخ خاموش ہوگئے۔

تھوڑی دیر گزری تھی کہ جامع مسجد دمشق کے میناروں سے اذان کی صدا بلند ہوئی اور مینارے پر کھڑے ہوکر موذن اذان دے رہا تھا: ''اشہدان لا الہ الا اللہ، اشہدان محمدارسول اللہ...'' اذان ختم ہوئی تو شاگرد کو استاذ نے بلایا اور بلا کر کہا کہ بیٹا! آج سے پہلے تم نے مجھے ایک تجویز پیش کی تھی، اس وقت تو میں نے کوئی جواب نہیں دیا، آج میں تمہاری تجویز کا جواب دیتا ہوں، تم نے مجھ سے کہا تھا کہ میں نبوت کا

> **ہم اپنی حکومتوں کو آمادہ کریں کہ وہ گستاخ ممالک کے ساتھ سفارتی تعلقات ختم کرے، ان کے سفیر کو واپس بھیجا جائے اور اپنے سفیر کو وہاں سے واپس بلایا جائے**

دعویٰ کردوں تو خلقت میرے ساتھ ہوجائے گی، تو یہ بتاؤ اگر میں نبوت کا دعویٰ کرتا تو سب سے پہلے ابوبکر صدیق میرے تم ہی ہوتے، میری تصدیق کرنے والے، مجھ پر ایمان لانے والے تم ہی ہوتے، لیکن میں نے تمہیں پانی گرم کرنے کے لئے کہا، تو تمہیں سردی یاد آگئی اور تم مجھے بتانے لگے کہ تہجد فرض نہیں ہے، واجب نہیں ہے، نفل ہے، تمہارا تو حال یہ ہے اور دیکھو اس موذن کو جو جامع مسجد دمشق کے اوپر ان طوفانی اور برفانی ہواؤں میں کھڑا ہوکر یہ نعرہ لگارہا ہے کہ: ''اشہدان لا الہ الا اللہ، اشہدان محمدارسول اللہ'' ان کو آج سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا کہ جاؤ اور جاکر مینارہ کے اوپر اذان دو، آپ کو دنیا سے گئے ہوئے صدیاں گزر چکی ہیں، لیکن آپ کے ایک حکم کی خاطر نہ یہ سردی کو خاطر میں لاتا ہے، نہ یہ برفانی ہواؤں کو خاطر میں لاتا ہے اور کھڑے ہوکر ''اشہدان محمدارسول اللہ'' کی صدا بلند کرتا ہے، نبی وہ ہوتے ہیں پیغمبر وہ ہوتے ہیں کہ جن کے ماننے والے اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتے، اپنی صحت کی پرواہ نہیں کرتے اور آپ کے حکم پر اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ کیا گستاخی کریں گے؟ یہ آپ کی شان میں گستاخی کرکے اپنی عاقبت کو خراب کریں گے، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ''ورفعنا لک ذکرک'' ایک چھوٹی سی آیت میں بیان فرماکر قیام قیامت تک آپ کے اس تذکرے کو ایسا دلنواز، ایسا محبوب اور ایسا بین الاقوامی بنادیا ہے کہ دنیا کا کوئی گوشہ اس آواز سے خالی نہیں ہے، کیا یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کارٹون شائع کرکے اور فلمیں نکال کر یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے کو بند کردیں گے؟ آپ کی عظمت ومحبت جو انسانوں اور مسلمانوں کے دل میں پیوست ہے اس کو ختم کردیں گے؟ ناممکن!!!

بات ساری یہ ہے کہ درحقیقت دلیل وحجت کے میدان میں اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست فاش دی ہے، دلیل کے میدان میں آجائیں اور آکر بات کریں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات، آپ کا لایا ہوا دین، اس میں کوئی ایک عیب ہو تو انگلی رکھ کر دکھائیں، اس سے یہ لوگ عاجز ہیں، دلیل اور حجت کے کے میدان میں شکست کھاچکے، قرآن نے کہہ دیا تھا:

''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی

''الدین کلہ ولو کرہ المشرکون۔''

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ہدایت دے کر بھیجا ہے، سچا دین دے کر بھیجا ہے، اس لئے بھیجا ہے تاکہ یہ اپنی حجت و دلیل سے تمام مذاہب پر غالب آجائے، چاہے مشرکین کو کتنا ہی ناگوار ہو۔''

یہ جب ہو چکا تو اب ان کے پاس سوائے اوچھے ہتھکنڈے کے کچھ اور ہے نہیں اور ان اوچھے ہتھکنڈوں کا نتیجہ سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ جیسے کوئی شخص چاند پر تھوکنا چاہے تو چاند پر تھوک نہیں سکتا وہ تھوک اسی پر آتا ہے، اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی اس زندگی کو عذاب بنا رکھا ہے، یہ زندگی عذاب بن گئی ہے۔

''انما یرید اللہ لیعذبھم بھا فی الحیوۃ الدنیا۔''

اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ ان کو اسی حیات دنیا میں ان مال و دولت کے ذریعے اس ظاہری شان و شوکت کے ذریعے عذاب میں مبتلا کرے، یہ ایسے عذاب میں ہیں۔ ان ممالک کی اکثریت جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کر رہی ہے، ان میں سے اکثریت وہ ہے جن کو حرامزادے اگر کہا جائے تو بالکل نیچرلی درست ہے، یہ اس حالت میں ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی زندگی کو ایک جہنم بنا رکھا ہے، خودکشیاں کر رہے ہیں، جو کچھ ان کا انجام ہوتا ہے، دنیا کے اندر بھی اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو انشاءاللہ اس کا نتیجہ دکھائیں گے اور آخرت میں تو ہے ہی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے لئے ایک زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے۔

لیکن آج ہم جس مقصد کے تحت یہاں جمع ہیں وہ یہ کہ ان حالات میں ہمارا کیا فریضہ ہے؟ ہمیں کیا کرنا ہے؟ دیکھئے حضور نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا اور بالکل صحیح حدیث میں ارشاد فرمایا:

''لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔''

ترجمہ: ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک پورا مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے پاس اس کے دل میں اپنی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں، اپنی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں اپنے مال سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں اس وقت تک تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا۔''

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ

ہمارے لئے بے غیرتی کی بات ہوگی کہ جو لوگ ہمارے نبی کی شان میں گستاخیاں کر رہے ہیں، ہم ان کی تجارت کو فروغ دیں اور ان کی مصنوعات کو استعمال کر کے ان کو طاقتور بنائیں

حدیث سنی اپنے دل کو ٹٹولا، ٹٹول کر نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ تو آپ نے بڑی زبردست بات فرما دی اور حقیقت یہ ہے کہ میں نے اپنے دل کو ٹٹولا، آپ کی ذات مجھے اپنے مال سے بھی زیادہ محبوب، اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبوب لیکن مجھے شبہ یہ ہوتا ہے کہ شاید اپنی جان سے زیادہ محبوب ابھی تک نہیں ہے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینے پر ہاتھ رکھا اور دوبارہ وہ بات دہرائی کہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے صحیح معنی میں جب تک تم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ سمجھو، آپ کا دست مبارک رکھنا تھا کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''الآن یا رسول اللہ'' یا رسول اللہ! بس اب آج سے آپ کی ذات مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہوگئی۔

اس محبت کا تقاضا کیا ہے؟ اور اس موقع پر ہمارے ذمہ کیا فرائض عائد ہوتے ہیں؟ اس بات کو سمجھنے کے لئے ہم آج یہاں پر جمع ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح راستہ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے اگر نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر کوئی ادنیٰ بھی حملہ کرتا ہے، ایک مسلمان کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی غیرت جوش میں آئے اور اس پر وہ کوئی عملی اقدام کرنے کو تیار ہو، کیا عملی اقدام؟ جیسا کہ مجھ سے پہلے فرمایا گیا، آج کل جو عملی اقدامات کسی معاملے پر احتجاج کے لئے معروف ہیں۔ احتجاجاً ہڑتال کر دی توڑ پھوڑ شروع کر دی، جلاؤ گھیراؤ شروع کر دیا، یہ نہ ہمارے دین کی تعلیم ہے، اور نہ اس سے مقصد کو کوئی فائدہ پہنچتا ہے، اس سے تو دشمن کو فائدہ پہنچتا ہے، ہم اگر اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑی مارنے لگیں، ہم اگر اپنے ہی آدمیوں کو نقصان پہنچانے لگیں، اپنی ہی تجارتوں کو ختم کرنے لگیں تو اس سے سوائے اپنے آپ کو نقصان پہنچانے کے کوئی فائدہ نہیں، ان کی تو چاندی ہوتی ہے، ان کو تو اس سے کوئی ضرر نہیں پہنچتا بلکہ وہ خوش ہوتے ہیں کہ ہمارے اقدام کے نتیجے میں یہ لوگ خودکشی کر رہے ہیں، یہ کوئی حل نہیں ہے یہ کوئی طریقہ نہیں ہے لیکن کیا کرنا ہے؟ تو میں آج کے اس اجتماع میں کچھ تجاویز دوں گا، ان تجاویز کا تعلق، ان عملی اقدامات کا تعلق تین مختلف شعبوں سے ہے، یعنی ہمیں اس گستاخی کا مقابلہ کرنے کے لئے تین مختلف سطحوں پر کام کرنے کی ضرورت ہے: (۱) سیاسی سطح پر، (۲) معاشی سطح پر، (۳) تبلیغی اور دعوتی سطح پر۔

سیاسی سطح پر ہمارا اقدام یہ ہونا چاہئے کہ ہم اپنی حکومتوں کو آمادہ کریں کہ وہ سیاسی میدان میں

ایسے ممالک کا جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کو نہ صرف برداشت کیا ہے بلکہ اس کو سند جواز دینے کی کوشش کی ہے اوران کی حمایت کی ہے، جیسے ڈنمارک کا ملک، تو اس کے ساتھ سفارتی تعلقات ختم کئے جائیں۔ اس کے سفیر کو واپس بھیجا جائے اور اپنے سفیر کو وہاں سے واپس بلایا جائے۔ یہ مطالبہ عوام کی طرف سے حکومت کے پاس جانا چاہئے اور حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ نبی کریم سرور دو عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت اور آپ کی محبت کے تقاضے پر عمل کرتے ہوئے ایسے سفیر کو اپنے ملک میں برداشت نہ کریں جس کا ملک نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حرمتی پر نہ صرف خاموش ہے بلکہ اس کی پشت پناہی کر رہا ہے، ایک مطالبہ یہ ہونا چاہئے اور موثر انداز میں اس کو حکومت تک پہنچانا چاہئے اور آج مسلمان ممالک کی ایک بہت بڑی تعداد روئے زمین پر ہے اور یہ سارے مسلمان ممالک وہ ہیں کہ اگر یہ کسی ایک بات کا تہیہ کرلیں تو یہ ان کا ناطقہ بند کر سکتے ہیں، اگر یہ طے کرلیں کہ ہمیں سفارتی تعلقات قائم نہیں کرنے، ان مغربی ممالک کی ساری معاشی زندگی اسلامی ممالک پر موقوف ہے، ان کی تجارت، ان کی معیشت وہ اسلامی ممالک پر موقوف ہے، ایک مطالبہ سیاسی سطح پر یہ ہونا چاہئے۔

دوسرا مطالبہ سیاسی سطح پر یہ کہ اقوام متحدہ کس مرض کی دوا ہے، اقوام متحدہ اس غرض کے لئے قائم ہوئی تھی اور اس کے بیسک چارٹر کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے اقدامات کئے جائیں کہ اس کے ذریعے پوری دنیا کے ممالک پُرامن بقائے باہمی کے طور پر رہ سکیں، لہٰذا اقوام متحدہ کے ذریعے ایک ایسا بین الاقوامی قانون ہونا چاہئے کہ جو کسی بھی پیغمبر کی شان میں گستاخی کرنے کو اور کسی بھی آسمانی کتاب کے بارے میں گستاخی کرنے کو قابل سزا جرم قرار دے۔ آج ان ممالک کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ ہمارے ہاں آزادی ہے: اظہار رائے کی آزادی، سوچ کی آزادی، آزادیٔ اظہار رائے کی وجہ سے ہم ان لوگوں کے اوپر قدغن نہیں لگا سکتے کہ یہ جو کارٹون شائع کر رہے ہیں، یہ جو فلم بنا رہے ہیں، لیکن یہ بالکل باطل بہانہ ہے، جس کی کوئی حقیقت نہیں، آزادیٔ اظہار رائے کے معنی یہ نہیں ہوتے کہ دوسرے کی توہین کی جائے، دوسرے کی گستاخی کی جائے، آخر دنیا میں کون سا ملک ایسا ہے جس میں انسان کی بے عزتی کو قابل سزا جرم نہ قرار دیا گیا ہو۔ ازالۂ حیثیت عرفی کے قوانین ہر ملک میں نافذ ہیں، کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ چونکہ ہمارے ہاں آزادیٔ اظہار رائے

ہماری قومی، ملی غیرت وحمیت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کے تعلق کا ہم سے یہ آج مطالبہ ہے کہ ہم ایسے گستاخ ممالک کی مصنوعات کا کلی طور پر بائیکاٹ کریں

ہے لہٰذا جس کی چاہو پگڑی اچھالتے پھرو، جس کی چاہو بے عزتی کرتے پھرو، دنیا کا کوئی بھی قانون اس کو گوارا نہیں کرتا، اگر ایک عام انسان کی بے حرمتی اور اس کی بے عزتی کو جرم قرار دیا گیا ہے تو سید الاولین و الآخرین سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء کرام علیہم السلام کی گستاخی کو کیسے کہا جاسکتا ہے کہ یہ آزادیٔ اظہار رائے میں داخل ہے۔

الحمدللہ! ہم مسلمان ہیں، ہمارا دامن اس قسم کی چھچھوری حرکتوں سے ہمیشہ پاک رہا ہے، ہمارے قرآن نے ہمیں تعلیم دی ہے، ہمارا قرآن یہ کہتا ہے کہ اگرچہ قرآن توحید کا سب سے بڑا علمبردار ہے، توحید خالص کا علمبردار ہے اور شرک کا سب سے بڑا دشمن اور سب سے بڑا نفرت کرنے والا ہے، لیکن وہی قرآن ہمیں کہتا ہے: ”ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ“ کہ یہ مشرکین اللہ کو چھوڑ کر جن بتوں کو اپنا معبود مانتے ہیں تم ان کو بھی بُرا نہ کہو، ان بتوں کو گالی مت دو، ہمارا قرآن یہ کہہ رہا ہے، یہ اس لئے کہہ رہا ہے کہ اگر تم گالی دو گے تو دوسرے بھی گالی دیں گے۔ ”فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم“ اور اصل بات یہ ہے کہ قرآن کریم نہیں چاہتا کہ ہم اس قسم کی چھچھوری حرکتوں میں پڑیں، دلیل کے میدان میں آجاؤ، کوئی شبہ لے کر آجاؤ، کوئی اعتراض لے کر آجاؤ، کوئی دلیل لے کر آجاؤ! الحمدللہ! اس کا جواب دینے کے لئے تیار ہیں، لیکن نہ ہم گالی گلوچ کرتے ہیں اور نہ ہم گالی گلوچ کو برداشت کرتے ہیں۔

اس لئے آزادیٔ اظہار رائے کا نعرہ لگا کر، یہ کہہ کر کہ ہمارے ہاں رائے کے اظہار کی آزادی ہے، ان جرائم پر پردہ نہیں ڈالا جاسکتا، اس کے خلاف قانون منظور ہونا چاہئے۔

مجھے ایک واقعہ یاد آتا ہے کہ جب پاکستان میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تو ان کی طرف سے پوری مغربی دنیا میں یہ فریاد کی جارہی تھی کہ ہم پر ظلم ہو رہا ہے، آزادیٔ اظہار رائے کے اوپر پاکستان میں پابندی عائد کی جارہی ہے، ان ہی دنوں میں ایک دن، میں اپنے گھر میں بیٹھا تھا، مغرب کے بعد گھر کی گھنٹی بجی، باہر نکل کر دیکھا تو ہماری پاکستان کی وزارت خارجہ کے ایک ذمہ دار افسر پیرس سے ایمنسٹی انٹرنیشنل جو کہ ایک ادارہ ہے، اس کے ایک ڈائریکٹر کو لے کر تشریف لائے اور عجیب بات یہ تھی کہ کسی سابقہ اجازت کے بغیر یہ حضرات تشریف لائے اور مجھ سے کہا کہ ہم آپ کا انٹرویو کرنا چاہتے ہیں، میں نے پوچھا کہ کس موضوع پر آپ انٹرویو کرنا چاہتے ہیں؟ تو کہنے لگے کہ مجھے

یورپ سے اس مشن پر بھیجا گیا ہے کہ میں جنوبی ایشیا کے لوگوں کا سروے کروں کہ ان کے ذہن میں آزادی اظہار رائے کا کیا تصور ہے اور آزادی اظہار رائے کے بارے میں وہ کیا موقف رکھتے ہیں؟ انہوں نے پہلے مجھ سے معذرت کی تھی کہ ہم آپ سے وقت طے کئے بغیر آ گئے ہیں، مجھے یہ اندازہ ہوا کہ وہ بہت مختصر وقت کے لئے آئے ہیں کہ وہ پہلے وقت بھی نہیں لے سکے، میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کب تشریف لائے؟ تو کہنے لگے کہ میں کل کراچی پہنچا ہوں، پھر میں نے پوچھا کہ اب آگے آپ کا کیا پروگرام ہے؟ تو کہنے لگے کہ کل مجھے اسلام آباد جانا ہے اور دو دن وہاں رہ کر پھر میں نئی دہلی جاؤں گا اور نئی دہلی سے پھر مجھے کوالالمپور جانا ہے، میں نے کہا کل دورہ کتنے دنوں کا ہے؟ کہنے لگے: ایک ہفتے میں یہ دورہ مکمل ہوگا تو میں نے کہا کہ کراچی میں جو آپ دو دن رہے، کل سے اب تک رہے تو ذرا یہ فرمایئے کہ کتنے لوگوں کا انٹرویو آپ نے لیا؟ کہنے لگے کہ پانچ آدمیوں کا انٹرویو لے چکا ہوں، چھٹے آپ ہیں۔ تو میں نے کہا کہ کیا ان چھ آدمیوں کا انٹرویو لے کر آپ نے پورے کراچی کا سروے مکمل کرلیا اور جو کل آپ اسلام آباد جا رہے ہیں تو ایک دن یا دو دن رہ کر پانچ چھ آدمیوں کا سروے وہاں کرلیں گے اور اس کے بعد پھر دہلی اور کوالالمپور جائیں گے اور ایک ہفتے کے اندر یہ سروے مکمل کر کے آپ اپنی کوئی رپورٹ سمٹ کردیں گے تو فرمایئے کہ یہ سروے کیا واقعی کوئی سنجیدہ سروے ہے جو اتنی مدت میں کیا جائے؟ کہنے لگے میں مجبور ہوں، مجھے اتنا ہی وقت دیا گیا ہے اور وقت کی کمی کے باعث میں اس سے زیادہ لوگوں سے ملاقات نہیں کرسکتا، اس لئے انہی افراد سے انٹرویو کر کے میں اپنا سروے مکمل کروں گا۔ میں نے کہا کہ اگر آپ کے پاس اتنا ہی کم وقت تھا کہ آپ پانچ چھ افراد سے زیادہ کسی سے ملاقات نہیں کر سکتے تھے تو آپ کو کس ڈاکٹر نے مشورہ دیا تھا کہ سروے کریں؟ اگر سروے کرنا ہی تھا تو اس کے لئے وقت نکالتے، لیکن اگر آپ تھوڑے سے وقت میں چند افراد کی بات سن کر اور پورے جنوبی ایشیاء کی طرف آپ ایک نقطہ نظر کو منسوب کرنے والے ہیں تو معاف کیجئے اس غیر سنجیدہ سروے میں، میں پارٹی بننے کو تیار نہیں، لہٰذا میں آپ کے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا، آپ میرے مہمان ہیں، بیشک چائے پیجئے، میں آپ کی خاطر تواضع کروں گا لیکن جہاں تک انٹرویو کا تعلق ہے تو میں آپ کو کوئی انٹرویو نہیں دوں گا۔

ہمارے ملک کی وزارت خارجہ کے افسر جوان کے ساتھ تھے، انہوں نے مجھ سے کہا کہ جناب دیکھئے

> **ہم نبی کریمؐ کی محبت کی خاطر اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ جو چیزیں ہمارے ملک میں دستیاب اور بن رہی ہیں، ان کو استعمال کریں اور ان مصنوعات کو دھکا دے دیں جو گستاخ ممالک نے بنائی ہیں**

یہ صاحب بہت دور سے آئے ہیں، کم از کم کچھ تو آپ ان کی رعایت کر لیجئے، میں نے کہا کہ مہمان کی حیثیت سے رعایت یہ ہے کہ چائے پئیں میرے پاس .... لیکن جہاں تک معاملے کی بات ہے تو میں ایسے غیر سنجیدہ سروے میں حصہ لینے کے لئے تیار نہیں ہوں، جس کا مقصد دنیا کو دھوکا دینا ہو کہ میں پورے جنوبی ایشیاء کا سروے کر کے آیا ہوں اور سارے جنوبی ایشیا کے سر پر ایک موقف تھوپ دیا جائے یا مجھے بتادیں کہ میری بات غلط ہے مجھے سمجھادیں کہ اتنے دنوں میں سروے ہوسکتا ہے؟ ان کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ انہوں نے کہا: بات تو آپ کی ٹھیک ہے لیکن میں آپ سے محض التماس کرتا ہوں کہ میں بہت دور سے آیا ہوں تو کچھ تو میری باتوں کا جواب دیدیں، میں نے کہا: آپ کے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا۔ آخر چونکہ ان کے پاس کوئی جواب نہیں تھا، خاموش ہو کے بیٹھ گئے تو میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک سوال آپ سے کرلوں؟ وہ کہنے لگے کہ میں تو آپ سے سوال کرنے آیا تھا، آپ الٹا مجھ سے سوال کرنے لگے، میں نے کہا: میں تو آپ سے اجازت مانگ رہا ہوں، اگر آپ اجازت دیں گے تو سوال کروں گا اور اگر اجازت نہیں دیں گے تو سوال نہیں کروں گا، انہوں نے کہا: اچھا سوال کیجئے، میں نے کہا: میرا سوال یہ ہے کہ آپ آزادی اظہار رائے کے بارے میں ایک تحقیق کرنے کے لئے نکلے ہیں اور آپ کے ادارے نے اس آزادی اظہار رائے کو اپنا موٹو بنایا ہوا ہے، آپ یہ بتایئے کہ آپ کے خیال میں آزادی اظہار رائے بالکل ایبسلوٹ (مطلق) ہے، اس کے اوپر کوئی شرط، کوئی قید، کوئی پابندی نہیں یا یہ کہ اس کے اوپر کوئی شرائط اور پابندیاں عائد ہوسکتی ہیں؟ کہنے لگے کہ میں مطلب نہیں سمجھا۔

تو میں نے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ اگر ایک شخص یہ کہے کہ جتنے بڑے بڑے سرمایہ دار ہیں ان سب نے قوم کی دولت کو لوٹا ہے، لہٰذا میں لوگوں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ان لوگوں کی تجوریوں پر، ان لوگوں کے خزانوں پر، ان کے بینک بیلنس پر ڈاکے ڈالیں اور پیسے اکٹھے کر کے غریبوں کی مدد کریں تو بتایئے کیا اس بات کی آپ اجازت دیں گے؟ آپ اس ایکسپریشن (اظہار تاثر) کی فریڈم (آزادی) کے بھی قائل ہیں کہ اس کی بھی آزادی ملنی چاہئے کہ لوگ ڈاکے ڈالنے کی دعوت دیدیں جبکہ مقصد ان کا نیک ہو کہ غریبوں کی امداد کی جائے؟ کہنے لگے نہیں، اس کی تو اجازت نہیں ہوسکتی، میں نے کہا کہ اگر اس کی اجازت نہیں ہوسکتی تو

اس کا مطلب یہ ہے کہ فریڈم آف ایکسپریشن (اظہار آزادی) یہ بالکل ابسلوٹ چیز نہیں ہے۔ مطلق چیز نہیں ہے کہ اس کے اوپر کوئی پابندی عائد نہ ہو، کہنے لگے ہاں، کچھ نہ کچھ تو پابندیاں عائد ہوں گی، تو میں نے کہا کہ بتایئے وہ پابندیاں کیا ہیں اور کون مقرر کرے گا؟ کس کے پاس یہ اتھارٹی ہے کہ وہ یہ پابندیاں عائد کرے کہ فریڈم آف ایکسپریشن (اظہار آزادی) پر یہ پابندی ہونی چاہئے اور یہ پابندی نہیں ہونی چاہئے، اگر آپ کے ادارے نے اس کے بارے میں کوئی تحقیق کی ہو تو براہ کرم مجھے اس سے مطلع فرمائیں۔

کہنے لگے: اس سے پہلے ہم نے اس موضوع پر سوچا نہیں ہے اور اگر ہمارے ادارے میں اس پر کوئی کام ہوا ہوگا تو ہم آپ کو مطلع کریں گے، میں نے کہا: آپ ضرور مطلع کریں، لیکن میں آپ سے یہ بات پورے اعتماد کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ اس سوال کا جواب زندگی بھر نہیں دے سکتے کہ آخر آزادی اظہار رائے پر پابندی کس قسم کی ہو سکتی ہے اور کون سی اتھارٹی ہے جو یہ طے کرے کہ کون سی پابندی معقول ہے اور جائز ہے اور کون سی پابندی ناجائز ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ آج انسانوں کا ایک گروہ یہ کہے گا کہ فلاں پابندی نہیں ہونی چاہئے، دوسرا گروہ کہے گا کہ فلاں پابندی ہونی چاہئے اور متفقہ بنیاد انسانوں کے درمیان فراہم ہونا تقریباً ناممکن ہے، اس کا تو ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ کہ جس ذات نے اظہار رائے کی طاقت انسان کی زبان کو اور قلم کو عطا کی ہے، اسی ذات سے پوچھا جائے کہ کون سی آزادی اے اللہ! تیرے نزدیک جائز ہے اور کون سی آزادی اظہار رائے تیرے نزدیک ناجائز ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کے آگے سر نہیں جھکایا جائے گا اور اللہ کے پیغمبر جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر سر نہیں رکھا جائے گا تو کوئی بھی شخص اس کا کوئی معیار اور اس کی کوئی بنیاد فراہم نہیں کر سکتا، چنانچہ آج اس واقعے کو کئی سال گزر گئے ہیں، وہ دن ہے اور آج کا دن ہے، آج تک پلٹ کر انہوں نے اس سوال کا جواب دینے کی یا اس کے بارے میں کوئی وضاحت کرنے کی زحمت نہیں اٹھائی، اس لئے کہ ان کے پاس کوئی جواب تھا ہی نہیں۔

لہٰذا یہ مطالبہ ہونا چاہئے اقوام متحدہ سے، ہم نے پاکستان کے ۳۵ علمائے کرام نے متفقہ طور پر او آئی سی کے سیکریٹری جنرل اور اقوام متحدہ کے جنرل سیکریٹری کے نام بھی خطوط بھیجے ہیں کہ وہ ایسا قانون بنانے کی کوشش کریں، ہم یہ نہیں کہتے کہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلکہ ہمارے لئے تمام پیغمبر قابل احترام ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت

ہمیں اس گستاخی کا مقابلہ کرنے کے لئے تین مختلف سطحوں پر کام کرنے کی ضرورت ہے: (۱) سیاسی سطح پر، (۲) معاشی سطح پر، (۳) تبلیغی اور دعوتی سطح پر

موسیٰ علیہ السلام سارے پیغمبر "لا نفرق بین احد من رسله" ان کے خلاف گستاخی کو اقوام متحدہ قابل سزا جرم قرار دے تو یہ دوسرا اقدام ہے جو سیاسی میدان میں اور سیاسی سطح پر کرنے کی ضرورت ہے اور اس آواز کو زیادہ سے زیادہ اٹھانے اور زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی ضرورت ہے۔

دوسری بات! میں نے عرض کیا تھا کہ معاشی سطح پر ہمیں کیا کرنا ہے؟ میرے نزدیک ہمارے لئے یہ بڑی زبردست بے غیرتی کی بات ہوگی کہ جو لوگ ہمارے نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کر رہے ہیں، ہم ان کی تجارت کو فروغ دیں، ہم ان کی مصنوعات کو استعمال کریں اور مصنوعات کو استعمال کر کے ان کو طاقتور بنائیں، میں یقین سے کہتا ہوں جیسے مجھ سے پہلے میرے عزیز عدنان کاکاخیل صاحب فرما رہے تھے کہ درحقیقت یہ لوگ جو ہیں یہ پیسے کے بھوت ہیں، ان کے ہاں کوئی اخلاقی قدر نہیں ہے، ان کے ہاں ساری تگ و دو اور دوڑ دھوپ کا مرکز پیسہ اور صرف پیسہ ہے، یہ پیسے کے بھوت ہیں۔

آپ ذرا تصور تو کیجئے کہ اگر عالم اسلام کے سارے ممالک ڈنمارک کے مکھن کھانا چھوڑ دیں اور ڈنمارک کی مصنوعات کا بائیکاٹ کر دیں یہ چند دنوں میں گھٹنے ٹیک دیں گے، ان کے آزادیٔ اظہار کے بہانے چند لمحوں میں ختم ہو جائیں گے، اگر ان کو پتہ چلے کہ ہماری تجارت بیٹھ گئی ہے، اگر ان کو پتہ چلے کہ ہماری آمدنی میں کمی واقع ہو گئی تو یہ چند دنوں میں گھٹنے ٹیک سکتے ہیں، یہ تحریک پورے اہتمام کے ساتھ چلانے کی ضرورت ہے اور آج درحقیقت جو ہماری تاجر برادری کے رہنما یہاں اس اجتماع میں موجود ہیں ان سے یہی گزارش، یہی درخواست کرنے کے لئے اجتماع بلایا گیا تھا کہ ہماری قومی، ملی غیرت و حمیت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کے تعلق کا ہم سے یہ آج مطالبہ ہے کہ ہم ایسے گستاخ ممالک کی مصنوعات کا کلی طور پر بائیکاٹ کریں۔

میرے بھائیو اور بہنو! آج سے کچھ عرصہ پہلے بھی جب یہ کارٹون شائع ہوئے تھے تو ملک بھر میں اجتماعات منعقد ہوئے اور اس میں یہ قرار دادیں بھی پاس کی گئیں کہ ان مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے لیکن افسوس ہے کہ وہ ساری باتیں ہوا میں اڑ گئیں اور جلسوں اور تقریروں سے بات آگے نہ بڑھی۔ عملی میدان میں کوئی بائیکاٹ نہ ہوا، آج اس مرتبہ ایسا نہیں ہونا چاہئے، آج کے اس اجتماع کا بنیادی مقصد یہ ہے

اور اس سلسلہ میں ہم صرف جذباتی باتیں نہیں کرنا چاہتے بلکہ اس کا پورا جائزہ لے کر کہ کون کون سی مصنوعات ہیں وہ واقعتا ان ممالک کی تیار کردہ ہیں اور ڈنمارک اور ہالینڈ کی ہیں۔ ہالینڈ کی حکومت اگرچہ یہ کہہ رہی ہے کہ ہماری مرضی کے خلاف یہ فلم بنی ہے لیکن اس کے اقدامات بھی ابھی تک نیم دلانہ قسم کے ہیں، اس واسطے اگر وہ اس فلم پر بین عائد نہیں کرتی اور جس شخص نے یہ فلم جاری کی ہے اس پر مقدمہ نہیں چلاتی کیونکہ خود ہالینڈ میں موجودہ قانون کے تحت نفرت انگیزی ایک جرم ہے، اس کے تحت اگر مقدمہ نہیں چلاتی تو اس کا بھی بائیکاٹ کرنا چاہئے۔

لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ کچھ تھوڑا سا ہوم ورک کیا جائے اور اس کے لئے آج ہی ہماری تاجر برادری کو چاہئے تھا کہ ہم کوئی ایسی جماعت تشکیل دیں تاجر حضرات کی جو جائزہ لے لیں اور واقعتا کون کون سی مصنوعات ہیں جو ہمارے ملک میں آتی ہیں اور کن کا ہم فوری طور پر بائیکاٹ کر سکتے ہیں، یہ تحریک یہاں پاکستان میں بھی چلے اور پھر پوری مسلم دنیا میں اس کو پھیلایا جائے، اس کے لئے کچھ لوگوں کو تیار ہونے کی ضرورت ہے، اس کے لئے بہترین حضرات وہ تاجر برادری ہے، وہ حضرات آگے بڑھیں اور ایک جماعت اس کام کے لئے بنائی جائے اور پھر بائیکاٹ کی اپیل کی جائے۔

جہاں تک عام مسلمانوں کا تعلق ہے وہ آج ہی سے اپنے دل میں یہ عزم لے کر جائیں کہ جن مصنوعات کے بارے میں ثابت ہوگا کہ یہ مصنوعات فلاں گستاخ ملک کی ہیں تو ان مصنوعات کا معاشی بائیکاٹ کریں گے، ماشاء اللہ بہت سے ہمارے دینی حمیت رکھنے والے مسلمانوں نے پمفلٹ بھی شائع کئے ہیں۔ ان میں ان مصنوعات کا ذکر کیا گیا ہے جو ہمارے ملک کے اندر رائج ہیں اس کو ذرا زیادہ اہتمام کے ساتھ جائزہ لے کر کہ اس میں کوئی غلطی تو نہیں رہ گئی، اس کا جائزہ لے کر اہتمام کے ساتھ پھیلانے کی بھی ضرورت ہے۔ یہ بتایئے کہ ہم نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی خاطر اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ جو چیزیں ہمارے ملک میں دستیاب ہیں، ملک میں بن رہی ہیں، ان کو استعمال کریں اور ان مصنوعات کو دھکا دے دیں جو ان گستاخ ممالک نے بنائی ہیں تو اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو بھائی! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی وعید ذہن میں رکھئے کہ:

”تم میں کوئی مومن نہیں ہو سکتا
جب تک میں اس کو محبوب نہ ہو جاؤں اپنی
جان سے، اپنے مال سے، اپنی اولاد سے
زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔“

اگر ہم یہ نہیں کر سکتے تو صرف نعرے لگانے سے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا حق ادا نہیں ہو سکتا، ہر مسلمان یہ طے کر کے اٹھے پھر اس تحریک کو آگے بڑھایا جائے کہ ان کا معاشی بائیکاٹ کیا جائے گا، اس کے لئے میں گزارش کروں گا اپنے تاجر برادری کے راہنماؤں سے کہ اس کو اپنا سب سے اہم نصب العین قرار دے کر فوری طور پر ایک ایسی جماعت کی تشکیل کی جائے جو ان مصنوعات کا بائیکاٹ کرے، پھر اس کو صرف اپنے ملک کی حد تک نہ رکھے آگے بڑھائے اور انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ ہم اس چیز کو لے کر آگے بڑھتے ہیں تو ان لوگوں کو دن میں تارے نظر آ جائیں گے اور پھر ان کے سارے دلائل کہ یہ آزادی اظہار رائے کے خلاف ہے وہ سب ختم ہو جائیں گے۔

ان کی آزادی اظہار رائے کا حال تو یہ ہے کہ یہودیوں کو اتنا تحفظ دیا ہوا ہے کہ اگر ان کے ہولوکاسٹ کے بارے میں کوئی شخص شک پھیلانا چاہے، یہ بات کہ ہٹلر نے ان پر ظلم ڈھائے تھے اور جرمنی میں ان پر فلاں فلاں مظالم ہوئے تھے، یہ تاریخی حقیقت ہے اس تاریخی حقیقت کی اگر کوئی شخص تحقیق کرنا چاہے کہ کتنی بات سچی ہے اور کتنی بات غلط ہے، وہ جرم ہے ان لوگوں کے قوانین کے اندر، کیوں؟ اس لئے کہ یہودی تو معصوم ہیں، یہودی کو تو یہ ہر قسم کا تحفظ حاصل ہے، وہ اگر دہشت گردی کرے تو معاف! ایٹم بم اور میزائل بنائے تو معاف! وہ اگر فلسطینیوں کے بچوں اور عورتوں کو قتل کرے تو معاف! وہ اگر فلسطینیوں کو گھر سے اجاڑے تو معاف! اس کے لئے کوئی جرم نہیں ہے، اگر جرم ہے تو صرف اسلام کا ہے، صرف مسلمانوں کا ہے کہ اگر وہ اپنے دفاع میں بھی ہتھیار اٹھاتے ہیں تو دہشت گرد ہیں، اگر وہ اپنی آزادی کے لئے بھی لڑائی لڑتے ہیں تو ان کو دہشت گرد کہا جاتا ہے، یہی تو ان قوموں کا انصاف ہے ان قوموں کی دو عملی ہے جو ہمارے سامنے آ رہی ہے۔

تو میرے بھائیو اور بہنو! ہمیں آج یہ عزم لے کر اٹھنا چاہئے کہ ہم ان ممالک کی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں گے اور انشاء اللہ! اللہ تعالیٰ نے اس کو کامیاب بنایا تو ان کو سب پتہ چل جائے گا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا کیا نتیجہ ہوتا ہے، یہ دوسرے اقدامات تھے جو میں نے عرض کئے، معاشی سطح پر ہمیں یہ اٹھانا چاہئے۔

تیسرا ایک پہلو اور ہے، وہ ہے تبلیغ اور دعوت، ان کارٹونوں اور ان فلموں سے حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یا قرآن کریم کی شان میں حبہ برابر کمی نہیں آتی، اگر کوئی شخص اس کے ذریعہ مطعون ہوتا ہے تو وہ خود کارٹونوں کا بنانے والا اور اس فلم کا بنانے والا ہے؛ اس کے ملعون ہونے کی شہادت رقم ہوگئی، لیکن ایک بات ضرور ہے کہ مغربی

دنیا میں سب لوگ ایک جیسے نہیں ہیں، مغربی دنیا میں ایک بہت بڑی تعداد ایسے انسانوں کی ہے جن کو سیاست سے کوئی تعلق نہیں، جن کو معلومات بھی نہیں اس کا سارا مبلغ علم یہ ہے کہ سارا دن اپنی معاشی سرگرمیوں میں مشغول رہنے کے بعد شام کو ٹی وی آن کرکے اور اس ٹی وی میں جو کچھ دیکھتا ہے وہی کچھ اس کا سارا مبلغ علم ہے۔ اس سے آگے وہ کچھ نہیں جانتا، ان کو اسلام کے بارے میں کچھ پتہ نہیں، انہوں نے کبھی پڑھا بھی نہیں، انہوں نے کبھی دیکھا بھی نہیں، انہوں نے کبھی مسلمانوں کو برتا بھی نہیں، تو چونکہ آج کی دنیا میں تبلیغ اور تعلیم کا سب سے وسیع ذریعہ میڈیا ہے اور اس میڈیا کے اوپر جب اس قسم کے خاکے شائع ہوتے ہیں اور اس قسم کی فلم دکھائی جاتی ہے، جیسے یہ فتنہ نامی فلم، یہ نام بھی اس نے بالکل اچھا رکھا ہے، فتنہ نامی فلم میں دکھایا یہ گیا ہے کہ قرآن جو ہے بس مار دھاڑ کا قائل ہے اور وہ انسان کی حرمت کو پامال کرتا ہے (العیاذ باللہ العظیم) اور عورتوں کو، بچوں کو اور ہر قسم کے انسانوں کو ختم کرنا چاہتا ہے وغیرہ وغیرہ تو یہ خیالات جب ایسے سیدھے سادے اور ناواقف لوگوں تک پہنچتے ہیں تو اس کا امکان ہے کہ شاید ان کے دلوں میں اسلام کے بارے میں کوئی غلط تاثر قائم ہو اور اسی وجہ سے اگر کوئی اسلام کی دعوت دی جائے، اس کے راستے میں رکاوٹ پیدا ہو، اس کام کے لئے تبلیغی سطح پر ہمیں بھی جدوجہد کرنے کی ضرورت ہے اور وہ یہ کہ ہم تبلیغی سطح پر تحریر کے ذریعے، تقریر کے ذریعے، تبلیغی وفود کے ذریعے، ان لوگوں کو جو بے چارے ناواقف ہیں، جن کو پتہ نہیں ان کو اسلام کی حقیقت سے آگاہ کریں، اور جو غلط پروپیگنڈا اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کیا جارہا ہے، اس کا تبلیغی سطح پر اور علمی سطح پر جواب دیا جائے، اس کے لئے مناسب تحریریں ہوں، اس کے لئے مناسب بیانات ہوں، اور ان لوگوں میں وسیع پیمانے پر اس کی تشہیر کی جائے جو الزامات اسلام پر یا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر یا قرآن کریم کے اوپر عائد کئے جارہے ہیں وہ کتنے بے ہودہ ہیں اور کتنے غلط ہیں اور حقیقت حال کیا ہے؟ اس پر بھی کام کرنے کی ضرورت ہے، اور سچی بات یہ ہے کہ ہم سب اس احساس جرم کا اعتراف کرتے ہیں کہ آج کی دنیا میں اسلام کو صحیح طور پر دنیا کے سامنے پیش کرنے میں ہم نے انتہائی مجرمانہ کوتاہی سے کام لیا ہے۔

آج کی دنیا میں اسلام کی تبلیغ اور دعوت کا اللہ تبارک وتعالیٰ نے بڑا بہترین میدان فراہم کیا لیکن ہم نے اس میدان کو خالی چھوڑا ہوا ہے اور اس فریضہ کو ادا کرنے میں مجرمانہ کوتاہی سے کام لیا ہے، آج کی دنیا ایسی ہے جو مادیت کے بُرے نتائج سے تنگ آئی ہوئی ہے۔ خاندانی نظام کا شیرازہ بکھر چکا ہے، معصیت کے نتیجے میں انسان روحانی سکون سے محروم ہے اور آج سب سے زیادہ خودکشی کرنے والوں کی تعداد ان مغربی ممالک میں ہے جو نہیں جانتے کہ ہم کس بے چینی کا شکار ہیں؟ کس اضطراب کا شکار ہیں؟ وہ روحانی اضطراب کا شکار ہیں، ایسے مواقع پر اگر ہم دین کو ان کے سامنے صحیح طریقے سے پیش کرتے، تبلیغ ودعوت کا صحیح کام کرتے تو بہت سے لوگوں کی اسلام میں داخل ہونے کی امید تھی۔

ہمارے کچھ کئے بغیر اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ ایک طرف بدنام کرنے کے یہ ہتھکنڈے ہیں، ایک طرف نائن الیون کے بعد مسلمانوں کو دہشت گرد کہا جارہا ہے، کہا جارہا ہے کہ یہ عورتوں پر ظلم کرتے ہیں اور پتہ نہیں کیا، کیا پروپیگنڈے کئے جارہے ہیں، لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسا انتظام فرمایا ہے کہ اس سارے پروپیگنڈے کے برعکس اس زمانے میں مسلمان ہونے والوں کی تعداد پہلے کی تعداد سے زیادہ ہے، اگر ہم کوئی موثر جدوجہد کرسکتے اور اپنی دعوت وتبلیغ کے کام کو آگے بڑھاسکتے تو اس تعداد میں یقیناً اور زیادہ اضافہ ہوسکتا تھا، اس کی ذمہ داری ہم جیسے طالب علموں پر عائد ہوتی ہے، اور میں سمجھتا ہوں کہ اس پہلو پر جو دینی حلقے ہیں اور جو علماء کرام ہیں، ان کو سنجیدگی سے غور کرکے اس کے لئے کوئی لائحہ عمل تیار کرنا چاہئے، مغربی دنیا میں اسلام کی صحیح تعلیمات کو اجاگر کرکے لوگوں کو اس کی طرف دعوت دی جائے اور جو غلط فہمیاں پھیلائی جارہی ہیں، جو مغالطے ڈالے جارہے ہیں ان کا موثر جواب دیا جائے، یہ تین سطحیں ہیں جن پر اس موقع پر ہمیں کام کرنے کی ضرورت ہے:

(۱) سیاسی سطح پر،

(۲) معاشی سطح پر،

(۳) اور تبلیغ ودعوت کی سطح پر۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے، آج آپ سب حضرات کو یہاں پر تشریف لانے پر تہہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں آپ کا قدم جو یہاں آنے کے لئے اٹھا ہے یہ چونکہ نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی ناموس اور حرمت کے لئے اٹھا ہے لہٰذا اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے اجر وثواب کی توقع ہے، لیکن اس کا فائدہ یہ ہونا چاہئے کہ جو گزارشات اس وقت کی گئی ہیں ان پر ہم عمل کا عزم لے کر اٹھیں اور اپنی زندگی کا ایک اہم دستور العمل اس کو قرار دیدیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اپنے دین پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مولانا مطیع الرحمٰن قاسمی

حلال کمائی اور اسلام

ایک مسلمان جسے خدا کی رزاقیت پر کامل یقین ہے خواہ مسجد میں ہو یا اپنی دکان میں، تجارتی مہم پہ ہو یا حج بیت اللہ کے سفر میں، وہ خانہ خدا کا طواف کر رہا ہو یا اپنے کھیت میں ہل جوت رہا ہو، اگر وہ خدا کے احکامات کی رعایت کرتے ہوئے اور اس کی حکم عدولی سے بچتے ہوئے حلال وطیب رزق کی تلاش میں ہے تو وہ عین حالت عبادت میں ہے اور ایسا عابد ہے، جس کی عبادت پر فرشتے بھی رشک کرتے ہیں۔

انسان اس دنیا میں اگرچہ خدا کی بندگی اور اس کی عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے بے شمار تقاضے اور ضرورتیں بھی اس کے ساتھ دے رکھی ہیں، ضرورتوں کو پورا کرنا، تقاضوں پر عمل کرنا اور ان کی تکمیل کے لئے کوشش کرنا اس کی فطرت میں شامل ہے، بہت ساری ضرورتیں ایسی ہیں کہ اس سے منہ موڑ لینا نہ اس کے بس میں ہے اور نہ اس کے بغیر اس کا وجود باقی رہ سکتا ہے، مثلاً بھوک پیاس وغیرہ انسان کے ساتھ جڑے ہوئے یہ وہ تقاضے ہیں ا جن کو پورا کرنے کی تگ و دو میں بسا اوقات انسان اپنے مقصد تخلیق کو بھی فراموش کر بیٹھتا ہے اور گویا کہ وضو کے اہتمام میں نماز کو ضائع کر دیتا ہے۔

دنیا کے بہت سارے خود ساختہ مذاہب اور نام ونہاد مذہب پرستوں نے اپنے پیروکاروں کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ اپنے فطری تقاضوں اور ضرورتوں کی تکمیل سے خود کو دور رکھیں، کیونکہ یہی خدا کو پانے کا راستہ ہے اور اس کے بغیر خدا کا برگزیدہ بننا ممکن نہیں۔ ظاہر ہے یہ فطرت سے بغاوت تھی جو بہت جلد اپنے انجام کو پہنچ گئی، کچھ مذاہب نے دین اور دنیا کو دو حصوں میں تقسیم کرکے عبادات اور مذہبی رسومات کے مسائل میں مذہبی احکامات کو مضبوطی سے تھامے رکھا اور دنیوی معاملات میں خود کو اس سے مستثنیٰ کر لیا، اس کے برخلاف اسلام نے انسان کے فطری تقاضوں کی تکمیل کو مذہب سے الگ نہیں ہونے دیا، بلکہ عبادات اور خدا کی بندگی کے مفہوم کو وسیع کرکے انسانی ضرورتوں کی تکمیل کو فطرت سے ہم آہنگ کر دیا، اس نے دنیا کو یہ درس دیا کہ انسانوں کے ساتھ لگی ہوئی ضرورتیں اور ان کی تکمیل، اس کی فطرت میں داخل ہیں۔ انسانی ضرورتوں اور تقاضوں کا خالق بھی وہی ذات ہے، جس نے انسانوں کو پیدا کیا، لہٰذا دین کی حد میں رہتے ہوئے ان ضرورتوں کو پورا کرنا کوئی دنیوی کام نہیں بلکہ عین دین اور خالص مذہبی عمل ہے، ایک مسلمان جسے خدا کی رزاقیت پر کامل یقین ہے خواہ مسجد میں ہو یا اپنی دکان میں، تجارتی مہم پہ ہو یا حج بیت اللہ کے سفر میں، وہ خانہ خدا کا طواف کر رہا ہو یا اپنے کھیت میں ہل جوت رہا ہو، اگر وہ خدا کے احکامات کی رعایت کرتے ہوئے اور اس کی حکم عدولی سے بچتے ہوئے حلال وطیب رزق کی تلاش میں ہے تو وہ عین حالت عبادت میں ہے اور ایسا عابد ہے، جس کی عبادت پر فرشتے بھی رشک کرتے ہیں۔

قرآن اور کسب معاش:

قرآن حکیم کی متعدد آیات سے کسب معاش کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔ قرآن کے مطابق زمین کو اللہ نے رزق حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا ہے: ”وجعلنا لکم فیھا معایش“ رات کو تاریک اور پُرسکون اس لئے بنایا گیا کہ لوگ اس میں آرام کرسکیں اور دن کو روشن اس لئے کیا گیا کہ اس میں لوگ معاش حاصل کریں۔ ”وجعلنا اللیل لباسا، وجعلنا النھار معاشا“ سورۂ مزمل میں حصول رزق کے لئے سفر کرنے کو نہ صرف یہ کہ درست کہا گیا ہے بلکہ ایسے لوگوں کی ہمت افزائی کی گئی اور سورۂ جمعہ میں اللہ کا فضل یعنی رزق حلال کے تلاش کرنے کے لئے زمین میں پھیل جانے کا حکم دیا گیا۔

وابتغوا من فضل اللہ....

فضائل تجارت:

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ارکان ہیں، ان فرائض کے بعد سب سے اہم فریضہ حلال رزق حاصل کرنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”حلال رزق حاصل کرنا، فرائض کے بعد سب سے اہم فریضہ ہے۔“

حلال کمائی کے دنیا میں مختلف طریقے ہیں، تجارت، زراعت، ملازمت اور صنعت کے علاوہ بے

شمار ایسے وسائل موجود ہیں، جس کے ذریعہ حلال روزی حاصل کی جاسکتی ہے۔ رزق حلال کے لئے کون سا پیشہ اختیار کرنا چاہئے؟ اس سلسلے میں بعض نے صنعت اور بعض نے تجارت کو افضل قرار دیا ہے، مگر صحیح بات یہ ہے کہ یہ انسان کے حالات اور وقت و ضرورت کے پیش نظر مختلف ہوسکتے ہیں، کبھی تجارت افضل ہوسکتی ہے، کبھی صنعت اور کبھی اس کے علاوہ دوسرے مشاغل۔

ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ رزق حلال کے حصول میں تجارت کو جو اہمیت حاصل ہے اور جس چھوٹے یا بڑے پیمانے پر آسانی انجام دیا جاتا ہے، وہ کسی اور پیشے کو حاصل نہیں، مزید یہ کہ تجارت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور آپؐ نے اس کے لئے بیرون کا بھی سفر کیا ہے۔ تجارتی سفر میں آپؐ کی امانت اور صداقت حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا پر واضح ہوئی، انہوں نے آپ کو شادی کا پیغام دیا اور پھر نکاح ہوا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جن کا شمار مکہ کے مالدار ترین تاجروں میں ہوتا تھا، ان کی جان و مال سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر فائدہ پہنچا کہ ان کی وفات کے بعد ان کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کی آنکھیں نم دیدہ ہوجاتیں اور فرماتے ''خدیجہ نے ایسے وقت میں میرا ساتھ دیا تھا، جس وقت سب لوگ میرے مخالف تھے'' اس تجارتی سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی معجزے ظاہر ہوئے جو دین اسلام کی تبلیغ میں معاون ثابت ہوئے۔

ایک حدیث میں تجارت کرنے والوں کی فضیلت یوں بیان کی گئی ہے کہ سچے اور ایماندار تاجر کا حشر قیامت کے دن انبیاء، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا، چنانچہ اصحاب رسول نے بھی اس پیشہ کو اختیار کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تجارت کیا کرتے تھے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا شمار بڑے تاجروں میں ہوتا تھا، چھوٹے پیمانے سے لے کر اونچے پیمانے تک کی تجارت اور کاروبار میں صحابہؓ نے حصہ لیا اور اس سلسلے میں ہمارے لئے راہ عمل چھوڑ گئے۔

اسلام میں محنت و کفالت:

کسب حلال کے لئے محنت و مزدوری پر رسول اللہ نے اپنے اصحاب کو آمادہ کیا، آپ نے حلال روزی کے لئے کوشش کرنے کو نہ صرف پسند کیا بلکہ اس کی ترغیب بھی دی، مالی امداد کرنے والوں کو مدد لینے والوں سے افضل اور بہتر بتایا: ''الید العلیا خیر من الید السفلی''... دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے... ارشاد فرماکر قیامت تک آنے والی نسل انسانی کو غیر کا محتاج بننے سے روکا اور دوسروں کی مدد و اعانت کی تعریف فرمائی، چنانچہ حضرات صوفیاء نے بھی زہد و عبادات اور تقویٰ و توکل کے ساتھ محنت و کفالت کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیا اور محنت و مزدوری ترک کرکے خدا کی قدرت پر بھروسہ کر بیٹھنے کو بُرا اور اسلامی مزاج کے خلاف سمجھا۔

ایک مرتبہ حضرت شقیق بلخیؒ نے تجارتی سفر کا ارادہ کیا اور اپنے بزرگ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ سے اجازت لے کر سفر کے لئے روانہ ہوگئے، راستہ میں انہوں نے ایک عجیب واقعہ دیکھا اس واقعہ کا ان پر ایسا اثر ہوا کہ مزید سفر میں آگے بڑھنے کی ہمت نہ ہوئی اور وہیں سے واپس ہوگئے، واپسی کے بعد حضرت ابراہیم بن ادہمؒ سے ان کی ملاقات ہوئی، انہوں نے جلد لوٹ آنے کی وجہ پوچھی۔ شقیق بلخیؒ نے واقعہ یوں بیان کیا کہ میں نے راستے میں ایک جگہ پڑاؤ ڈالا دیکھتا کیا ہوں کہ ایک بیمار پرندہ ایسے میدان میں پڑا ہوا ہے، جہاں اس کے کھانے کے لئے نہ کوئی چیز موجود ہے اور نہ پینے کے لئے پانی کا کوئی قطرہ، اتنے میں ایک دوسرا پرندہ اڑتا ہوا کہیں سے آیا، اس کی چونچ میں کھانے کی کوئی چیز تھی، اس نے اس بیمار پرندے کے منہ میں وہ دانا ڈالا اور اُڑ گیا۔ اسی طرح اس نے کئی پھیرے لگائے، اس واقعہ سے مجھے اس قدر حیرت ہوئی کہ میں خود کو ملامت کرنے لگا کہ ایک پرندے کو اگر اللہ تعالیٰ اس بے آب و گیاہ میدان میں روزی پہنچاسکتا ہے تو ہمیں اس کی ذات پر ضرور یقین ہونا چاہئے، وہ ذات ہمیں اسی طرح روزی دینے پر قادر ہے جس طرح اس پرندے کو اس سنسان میدان میں روزی پہنچارہی ہے، چنانچہ میں وہیں سے واپس لوٹ آیا۔ واقعہ سننے کے بعد حضرت ابراہیم بن ادہمؒ نے ایک آہ بھری اور کہا: شقیق! تمہارے اس عمل سے مجھے سخت صدمہ ہوا، تم نے ایسے مجبور اور بے بس پرندہ کی زندگی کو اپنے لئے کیسے پسند کیا؟ جس کی موت وحیات دوسروں کے ٹکڑوں پر منحصر ہو! تم نے اس صحت مند چڑیا سے سبق کیوں نہیں لیا جو خود بھی اپنا پیٹ بھرتی ہے اور دوسروں کے دکھ درد میں بھی کام آتی ہے، کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اوپر کا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہت بہتر ہوتا ہے؟'' یہ سننا تھا کہ شقیق بلخیؒ اٹھ کھڑے ہوئے، ابراہیم بن ادہمؒ کے ہاتھ کا بوسہ لیا اور کہا: ''ابواسحٰق! آپ نے میری آنکھیں کھول دیں۔''

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنے وقت کے مشہور محدث اور فقیہ تھے، ان سے کسی نے معلوم کیا کہ اس شخص کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جو خدا پر اس طرح توکل کرلے کہ نہ دکان پر جائے اور نہ محنت مزدوری کرے، بس گھر یا مسجد میں بیٹھا رہے؟ آپ نے جواب دیا: ایسا شخص جاہل ہے اس نے توکل کا مطلب ہی نہیں سمجھا۔ امام نخعیؒ فرماتے ہیں کہ تجارت کرنے والا، اس شخص سے بہتر ہے جس نے تجارت ترک کرکے اپنے آپ کو عبادت کے لئے فارغ کرلیا ہو، اس لئے کہ سچا تاجر لین دین میں انصاف کرکے اور

ناپ تول میں برابر کرکے شیطان سے جہاد کرتا ہے۔

سیرت کی کتابوں میں صرف ایک ہی واقعہ ایسا ملتا ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کے ہاتھوں کا بوسہ لیا ہے، یہ وہ خوش نصیب صحابی ہیں، جن کی ہتھیلیاں کسب معاش کے لئے محنت کی وجہ سے سخت پڑ گئی تھیں۔

توکل کا صحیح مفہوم:

قرآن واحادیث میں متعدد مقامات پر خدا پر توکل کرنے کا حکم وارد ہے، سورۂ مزمل میں اللہ پاک ارشاد ہے:

"رب المشرق والمغرب لا اله الا هو فاتخذه وكيلا۔"

ترجمہ: "وہ مشرق ومغرب کا مالک ہے، اس کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں تو اسی کو اپنا کام سپرد کرنے کے لئے قرار دیئے رہو۔"

وکیل اس شخص کو کہا جاتا ہے کہ جس کو کوئی کام سپرد کیا جائے، اللہ کو وکیل بنانے کا مطلب یہ ہوا کہ اپنے سب کاروبار، معاملات اور حالات اللہ کے سپرد کردیئے جائیں، شریعت میں اسی کو توکل کہتے ہیں۔

توکل کا صحیح مفہوم خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: امام بغویؒ نے شرح السنہ میں اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ان نفسا لن تموت حتى تستكمل رزقها الا فاتقوا الله واجملوا في الطلب۔"

ترجمہ: "کوئی شخص اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک وہ اپنے مقدر میں لکھا ہوا رزق پورا پورا حاصل نہیں کرلے گا۔" اس لئے تم اپنے مقاصد کی طلب میں اختصار سے کام لو، اتنا منہمک نہ ہو جاؤ کہ قلب کی ساری توجہ انہیں مادی اسباب میں محصور ہوکر رہ جائے:

"مگر اللہ پر بھروسہ اور توکل کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ کسب معاش اور دفع بلا کے جو اسباب و آلات قدرت حق نے آپ کو عطا فرمائے ہیں ان کو معطل کرکے اللہ پر بھروسہ کرو، بلکہ توکل کی حقیقت یہ ہے کہ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے اللہ کی دی ہوئی توانائی اور جو اسباب میسر ہیں ان کو پورا پورا استعمال کرو، مگر ان اسباب میں غلو اور انہماک زیادہ نہ کرو، اپنے اختیار کے کام کرلینے کے بعد نتیجہ کو اللہ کے سپرد کرکے بے فکر ہو جاؤ۔"

(تلخیص از معارف القرآن، ج:۸، ص:۵۹۵)

☆☆.........☆☆

مساجد کے لئے خاص رعایت

جبار کارپٹس

ڈیلرز:
مون لائٹ کارپٹ
نیر کارپٹ
ثمر کارپٹ
وینس کارپٹ
اولمپیا کارپٹ
یونی ٹیک کارپٹ

پتہ:
این آر ایونیو نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک "جی" برکات حیدری ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503
E-mail :jabbarcarpet@cyber.net.pk

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زہریلا پروپیگنڈا

دوسری قسط

جناب ابوفراز

دوسری طرف ہمارے تھنک ٹینک یعنی علماء کرام اور بزرگان دین جو شروع سے آج تک دشمن کے اس خطرناک پلان کو سمجھ رہے تھے' انہوں نے اس کا توڑ کرنے کی بہت تدبیریں کیں جو آج تک جاری ہیں۔ لوگوں کو سمجھایا' مدارس کے جال بچھا دیئے' دارالعلوم دیوبند کے کچھ بیج پاکستان میں بھی پہنچے اور وہ تسلسل کے ساتھ جان ہتھیلی پر رکھ کر اس زہر کے اثرات کم کرنے میں مصروف ہیں' جو لارڈ میکالے نے ہم میں سرایت کیا تھا' یعنی دو طبقے پیدا ہوگئے' ایک لارڈ میکالے کے نظام تعلیم کو زندہ رکھنے میں مصروف ہے اور دوسرا نظام تعلیم نبوی کو زندہ رکھنے میں تن من دھن کی بازی لگائے ہوئے ہے۔

مگر دشمن یہ کیسے پسند کرسکتا ہے کہ جس شیر کو اس نے ادھ مرا کردیا تھا' اس میں پھر سے جان پڑے تو ان علماء میں بہت سے شہید کیے گئے' بہت سوں کو قید وبند کی صعوبتیں اٹھانا پڑیں' کسی کو کالا پانی (مالٹا) میں اسیر کیا گیا' مگر آخرت کے نفع کے طلب گار مسلمانوں کے مخلص یہ شیدائی تسلسل سے آج تک اپنے مشن میں مشغول ہیں اور ہم ہیں کہ آخرت کے خوف سے بے خوف ان ختم نبوت کے شیدائیوں کے کہنے پر عمل کرنے کے بجائے اپنی ناپاک زبان سے ان کے خلاف زہریلے پروپیگنڈا کی آپس میں تشہیر کرنے میں مصروف ہیں اور دشمن کے ہاتھ مضبوط کرنے میں نادانستہ یا دانستہ طور پر ملوث ہوتے جارہے ہیں۔

جذبۂ جہاد کو ختم کرنے کے لئے ایک طرف دشمن نے اوپر لکھے طریقہ کو استعمال کیا' دوسری طرف فتنۂ قادیانیت کھڑا کیا' اس کو خوب پروان چڑھانے کی کوششیں کیں جو آج تک جاری ہیں' مگر جب انہوں نے دیکھا کہ مسلمانوں میں یہ جذبہ کم تو ہورہا ہے مگر ختم نہیں ہوپا رہا تو اس نے جہاد کے معنی اور مقصد ہی کو بدلنے کی کوششیں شروع کردیں۔ اسے دہشت گردی کے ساتھ اس طرح خلط ملط کردیا کہ چاول اور ریت کو ملادیا۔ اب عام مسلمانوں کے لئے ایک ایک دانے کو الگ کرنا ناممکن ہوگیا۔ علماء کرام اس سلسلے میں کوشاں ہیں کہ دنیا کو کس طرح سمجھایا جائے کہ جہاد اور دہشت گردی میں آگ اور پانی کا فرق ہے اسلام میں دہشت گردی نہیں ہے مگر دشمن سب کچھ جاننے کے باوجود انجان بنا ہوا ہے' کیونکہ اسے ماضی میں لگے زخموں کے نشان اب بھی نظر آتے ہیں تو اسے فکرمند کردیتے ہیں۔ پھر اس چوکھی سرد جنگ میں ان حربوں کو بھی ناکافی سمجھتے ہوئے دشمن نے اس بات کی تحقیق شروع کی کہ کسی طرح انسانی ذہنوں تک رسائی حاصل کرکے اسے اپنے مقصد براری میں استعمال کرے اس نے سوچا کہ جس طرح گندگی کے ڈھیر کو دیکھ کر انسان میں ایک طرح کا احساس پیدا ہوتا ہے اور باغ میں پھولوں کو دیکھ کر دوسری طرح کا' لال رنگ کو دیکھ کر ایک طرح کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور نیلے رنگ کو دیکھ کر دوسری طرح کا' ماں کو دیکھ کر ایک طرح کے جذبات ابھرتے ہیں اور نامحرم عورتوں کو دیکھ کر دوسری طرح کے' دشمن کو دیکھ کر کسی اور طرح کے جذبات ابھرتے ہیں اور دوست کو دیکھ کر دوسری طرح کے' خوشبو کے کچھ اثرات پڑتے ہیں اور بدبو کے کچھ اور۔ اسی طرح گالی کھا کر انسان میں ایک طرح کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور محبت کے الفاظ سن کر کسی اور طرح کے' ایک طرح کا میوزک سن کر کچھ اور اثر ہوتا ہے اور دوسری طرح کے میوزک کو سن کر کچھ اور' غرض مختلف بیرونی اثرات انسان کے حواس خمسہ کے ذریعہ اس کے دماغ اور جسم کے دوسرے اعضاء کو مختلف طور پر متحرک کرتے ہیں۔

ان سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے انہوں نے دوسری جنگ عظیم کے بعد انسان کی بصری اور سماعتی حسوں پر تجربات شروع کئے' اس کے لئے پہلے انہوں نے ایک مخصوص بول کا گانا جس سے یہ مفہوم نکلتا تھا کہ ''تم پاگل ہو'' مخصوص میوزک پر کمپوز کیا' پھر اپنے ایک دشمن قیدی کو ایک کوٹھری میں بند کیا' تھوڑے تھوڑے وقفہ سے تواتر کے ساتھ اس گانے کو اس کوٹھری میں بجانا شروع کردیا' وقت پر اس کو کھانا پینا بھی دیتے اور اس کی روزمرہ کی ضروریات بھی پوری کرتے' بس اس کے کان میں آواز اسی گانے کی آتی رہتی' کچھ ہی دنوں میں انہوں نے دیکھا کہ گانا تو بند ہے' مگر وہ آدمی اس گانے کے بول گنگنا رہا ہے' یہاں تک کہ اکثر سوتے ہوئے بھی یہی بول اس کی

زبان سے بڑبڑاہٹ کی شکل میں نکل رہے ہیں' پھر تھوڑے ہی عرصہ بعد اس آدمی نے اپنے بال نوچنے شروع کردیئے' کپڑے پھاڑنے شروع کردیے اور چیخنے لگا کہ: ہاں ہاں میں پاگل ہوں' پاگل ہوں۔ ان کے لئے یہ بڑی کامیابی تھی۔

چالاک دشمن نے اپنے اس تجربہ کو برصغیر کے باشندوں خصوصاً مسلمانوں کے خلاف استعمال کرنے کا فیصلہ کیا' پہلے کٹ پتلیوں اور نوٹنکیوں کا استعمال کیا' پھر مزید ریسرچ کرکے فلمیں بنانا شروع کردیا' پھر یہ سلسلہ اور ترقی کی طرف بڑھا' پہلے سینما گھروں کی بہتات ہوئی' پھر ٹی وی ایجاد ہوا اور اب کیبل اور ڈش اور موبائل فون کا جال بچھا دیا گیا' جس طرح مکڑی شکار کرکے تیزی سے اس کے گرد جال بن دیتی ہے کہ کہیں شکار نکل نہ جائے اسی طرح یہ بیماری جو کبھی ایک مخصوص طبقہ ہی کو لگ پائی تھی' اس نے اب ہر گھر میں اپنے پنجے گاڑ دیئے اور ان فلمی گانوں اور ڈراموں کے ذریعہ ہمارے نونہالوں کے کچے ذہنوں کو دین سے دوری' ذہنی عیاشی اور بدنظری میں مبتلا کردیا اور ایک مادر پدر آزاد معاشرہ کی تعمیر شروع کردی جو آج تک جاری ہے۔

چنانچہ مجھے تقریباً نصف صدی پہلے کی بات یاد ہے کہ اس زمانے میں دو گانے بہت مشہور ہوئے: ایک کے بول کچھ یوں تھے "عبدالرحمٰن کی میں عبد الرحمنیا" اور دوسرے گانے کے بول تھے "بیگانی شادی میں عبداللہ دیوانہ" ہر طرف نوجوان یہ بول دوہراتے نظر آتے تھے' جن سے بڑے بھی لطف اندوز ہوتے تھے۔ اب غور کرتا ہوں تو معلوم ہوا کہ اس کی وجہ سے مسلمانوں میں یہ دو انتہائی مبارک نام رکھنے بند ہوگئے۔ الا ماشاء اللہ۔ اس کے برخلاف پسندیدہ ایکٹروں کے ناموں کی بھرمار ہوگئی' بلکہ نوجوانوں نے نہ صرف اپنے پسندیدہ ایکٹروں جیسے چہرے بنانے اور کپڑے پہننے شروع کئے' ان کے بات کرنے اور چلنے کا انداز اپنانا شروع کردیا' بلکہ فلموں کے مخصوص ڈائیلاگ اسی ایکٹنگ کے ساتھ ادا کرکے اپنے جذبات کا اظہار کرنے میں خوشی اور فخر محسوس کرنے لگے اور ان کے ماں باپ بھی ان کے اس عمل کو "انجوائے" کرنے لگے اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔

تھوڑے عرصہ پہلے ہی کی بات ہے' میں نے ایک دس بارہ سال کے لڑکے کو دیکھا کہ وہ باآواز بلند کسی گانے کے یہ بول بار بار دوہرا رہا تھا "ہری کرشنا ہری رام" اسے تو میں نے پیار سے سمجھا دیا' مگر سوچنے لگا کہ اس معصوم بچے کو کیا معلوم کہ کرشنا اور رام کیا ہیں؟ یہ تو اس فلم کا کمال ہے جو اس نے یقیناً اپنے ماں باپ کے ساتھ بیٹھ کر دیکھی ہوگی۔

ایک اور چھوٹے بچے کو سنا کہ وہ اپنے ہم عمر دوست کو جو قرآن پڑھ کر آرہا تھا' کیونکہ اس کے ہاتھ میں سپارہ اور سر پر ٹوپی تھی کہہ رہا تھا "ابے جاملا" یعنی اپنے حساب سے اس نے اپنے دوست کو اگر گالی نہیں تو انتہائی برے لقب سے تو پکارا ہی تھا' یہ ڈائیلاگ بھی اس نے یقیناً خود نہیں بنایا ہوگا اور نہ ہی اس کے ماں باپ نے اسے سکھایا ہوگا بلکہ اس نے کسی فلم یا ڈرامے سے یاد کیا ہوگا' جو اس نے اپنے ماں باپ کے ساتھ بیٹھ کر دیکھا ہوگا۔

یہ ہیں چند اثرات' ورنہ اس موضوع پر یقیناً ایک ضخیم کتاب تیار کی جاسکتی ہے۔

ان ہی حالات سے آگاہی پر ہندوستان کی سونیا گاندھی نے ایک موقع پر کہا تھا کہ: اب ہمیں پاکستان کو فتح کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔

آج جو ہم کہتے پھرتے ہیں کہ اولاد ماں باپ کی حق ہی نہیں' بلکہ انتہائی گستاخ ہوگئی ہے تو اس کے لئے ہمیں اپنا ہی سر دیوار پر مارنا چاہئے کہ یہ درخت ہم نے خود ہی تو لگائے ہیں یہ معاشرہ ہم نے خود ہی تو تعمیر کیا ہے کسی دشمن نے آکر اسے ہم پر مسلط تو نہیں کیا۔

ستم ظریفی ملاحظہ کیجئے کہ ان سب باتوں کے باوجود اب بھی لارڈ میکالے کے طبقہ والے لوگ یہ کہتے نظر آئیں گے کہ: ڈش' کیبل اور ٹی وی وغیرہ سے کیا ہوتا ہے' یہ ملا تو ہر ایجاد پر تنقید کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہم ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ جائیں۔ ٹی وی' ڈش اور کیبل سے اگر کچھ نقصان ہے تو فائدہ زیادہ ہے' مثلاً دنیا اب ایک گلوبل ویلج ہے' ہم اس سے حالات حاضرہ سے واقف رہتے

علماء کرام کیلئے خصوصی پیشکش

علماء کرام کے اہل خانہ کے لئے ہمارے ہاں سے زیورات کی خریداری پر کسی بھی قسم کی گھڑائی جڑائی نہیں لی جائے گی' مزید بصورت واپسی اصل سونے کی قیمت جب چاہیں واپس حاصل کریں

خادم الحاج: حاجی الیاس عفی عنہ

سنارا جیولرز

ائمہ مساجد بھی اس پیشکش سے فائدہ اٹھائیں

صرافہ بازار ریٹھادر کراچی نمبر 2' فون: 7725943' سیل: 0323-2371839

ہیں' اس پر علمی پروگرام بھی آتے ہیں جن سے ہم علم حاصل کرتے ہیں' اس پر دینی پروگرام بھی آتے ہیں جس سے ہم مستفیض ہوتے ہیں' دانشوروں کے مذاکرے ہوتے ہیں جن سے ہم سیکھتے ہیں وغیرہ وغیرہ اور اس کی مثال ایسے ہے جیسے چھری سے جہاں ہم سبزی کاٹتے ہیں وہاں ہم کسی کا پیٹ بھی پھاڑ سکتے ہیں' آگ سے جہاں ہم نفع اٹھاتے ہیں وہیں کسی کے گھر کو آگ بھی لگا سکتے ہیں' ہر چیز کے نفع اور نقصان دونوں ہوتے ہیں یہ تو ہم پر منحصر ہے کہ ہم اس سے نفع اٹھاتے ہیں یا نقصان۔

اب ان سے کوئی پوچھے کہ ان ہی کے دلائل کے مطابق کبھی انہوں نے اپنے ناسمجھ بچے کے ہاتھ میں چھری نہیں دی ہے' کیوں نہیں دی؟ اس لئے کہ انہیں معلوم ہے کہ یہ ناسمجھ بچہ چھری سے سبزی تو کاٹے گا نہیں' بلکہ اپنے کو بھی زخمی کرے گا اور دوسروں کو بھی۔ اس کے ہاتھ میں ماچس کیوں نہیں دیتے؟ کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ اس سے آگ جلا کے وہ کھانا تو پکائے گا نہیں' بلکہ ناسمجھی میں خود کو بھی جلائے گا اور دوسروں کو بھی' جب تک یہ اطمینان نہ ہو جائے کہ ان کا بچہ ڈرائیونگ اچھی طرح سیکھ چکا ہے اور لائسنس بھی حاصل کر چکا ہے' اپنی گاڑی کی چابی اس کے حوالے کیوں نہیں کرتے؟ اس لئے کہ یہ ناسمجھ خود بھی مرے گا اور دوسروں کو بھی مارے گا' لیکن ٹی وی' ڈش اور کیبل کے معاملہ میں ہم اس انداز سے کیوں نہیں سوچتے؟ اس لئے کہ اس کے ضرر سے ہم خود ہی ناواقف ہیں' اسی لئے ان چیزوں کو بے دھڑک اپنے ناسمجھ بیوی' بچوں کے حوالے کر دیتے ہیں' خوب سوچ کر جواب دیجئے کہ آپ نے یا آپ کے بیوی بچوں نے آج تک دین یا دنیا کا کیا نفع اٹھایا ہے' ان ٹی وی' ڈش اور کیبل سے؟ جبکہ نقصانات میں سے صرف چند ایک اوپر بیان ہو چکے ہیں جن کے انفرادی اور اجتماعی منفی اثرات آج ہم سب محسوس کر رہے ہیں کہ ہماری عورتیں بے حیا ہوتی جا رہی ہیں' ہمارے بچے نافرمان اور باغی بن رہے ہیں اور ہم بے بسی کے عالم میں اپنے معاشرہ کو تباہ و برباد ہوتے دیکھ رہے ہیں اور اس کی وجہ ہم خود ہیں۔ اس پورے عمل میں دشمن کو نہ تو کوئی جنگ لڑنا پڑی اور نہ ہی اپنا کوئی جانی نقصان اٹھانا پڑا' اس عمل میں استعمال بھی مسلمان ہوئے اور متاثر بھی وہی۔

دوسری طرف علماء کرام اور بزرگان دین جنہیں ہم اپنی ناپاک زبان سے بنیاد پرست' بیک ورڈ اور نہ جانے کیا کچھ کہتے ہیں' دشمن کے اس خطرناک حربہ کو بھی پہچان لیا کہ اس سے تو ہماری آئندہ نسلیں برباد ہو جائیں گی' اس لئے انہوں نے شروع ہی سے ہمیں اس کے بھیانک نتائج سے آگاہ کرنا شروع کر دیا جو آج تک جاری ہے' یہاں تک کہ انہوں نے ٹی وی کو مسلمانوں کے لئے ٹی بی بتایا' اس کے نہ صرف اخلاقی' سماجی اور معاشرتی نقصانات سے ہمیں آگاہ کیا بلکہ طبی نقطہ نظر سے بھی اس کے نقصانات منظر عام پر لائے۔

آج جو ہمیں چھوٹے چھوٹے بچے چشمہ لگائے نظر آتے ہیں' یہ وہی ہیں جنہوں نے انتہائی کم عمری سے ٹی وی دیکھنا شروع کر دیا تھا' بہت سے نوجوان ایسے ہیں جنہوں نے بچپن سے ٹی وی' ڈش پر ہیجان انگیز فلمیں دیکھ دیکھ کر بدنظری اور ذہنی عیاشی کے سبب بدفعلیوں میں پڑ کر ایسی بیماریوں میں مبتلا ہو چکے ہیں کہ شادی کے قابل ہی نہ رہے اور وہ شرم کی وجہ سے یہ بات کسی کو بتا بھی نہیں سکتے' ایسے مریضوں کی تعداد کا اندازہ جنسی امراض کے علاج کے مراکز میں شب و روز اضافہ سے لگایا جا سکتا ہے۔

غرض ہمارے علماء کرام نے ٹی وی کے جو جو نقصانات بتائے وہ سب سامنے آنا شروع ہو گئے ہیں' مگر ہم اس شیطانی چکر میں اس بری طرح پھنس چکے ہیں کہ جیسے سگریٹ' شراب اور ہیروئن وغیرہ کے نشہ کرنے والے اس کے مضرات سے واقف ہونے کے باوجود اسے چھوڑ نہیں پاتے' اسی طرح ہم ٹی وی' ڈش کیبل وغیرہ کے نقصانات سے واقف ہونے کے باوجود ان سے نکل نہیں پاتے مگر نشہ کرنے والا تو خود ہی متاثر ہوتا ہے جبکہ ٹی وی' ڈش' کیبل سے تو گھر کا ہر فرد متاثر ہوتا ہے' میاں صاحب صبح سے رات گئے کاروبار میں مصروف' گھر پر ان کی بیوی' بیٹے اور بیٹی اپنے پروگراموں میں مصروف اور پھر اپنے بوائے فرینڈز' گرل فرینڈز میں مصروف' نیٹ پر چیٹنگ' موبائل پر چیٹنگ' کوئی دیکھنے اور سمجھانے والا ہی نہیں پروگرام بھی ایسے کہ جنہیں دیکھ کے شیطان بھی شرمائے' تو حیاء کا جنازہ تو نکلنا ہی ہے' اس کے اثرات کا اندازہ بازاروں میں نیم عریاں لباس میں گھومتی لڑکیوں اور ان پر فقرہ بازی کرتے' لڑکوں کی بڑھتی ہوئی تعداد سے لگایا جا سکتا ہے۔ اکبر الٰہ آبادی نے اس کی ابتداء پر ہی کیا خوب کہا تھا الفاظ کچھ یوں تھے:

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بی بیاں
اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا
بولیں کہ وہ تو عقل پہ مردوں کے پڑ گیا

یہ تو اس زمانے کی بات ہے جب مسلمان عورتوں سے پردہ اٹھنا شروع ہوا تھا' اگر وہ آج مسلمان عورتوں کو دیکھتے تو ان کا کیا حال ہوتا اور مردوں کی عقل پر جو پردہ اس زمانے سے پڑا ہے تو آج تک دبیز ہی ہوتا جا رہا ہے۔

(جاری ہے)

مولانا محمد عثمان منصور پوری

چوتھی قسط

ارتداد و زندقہ کی تعریف

لعین قادیان اوراس کے گروہ نے حضورکی توہین کی ہے

(۱) قرآنی عقیدہ ہے کہ نجات صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ممکن ہے،اور قادیانی عقیدہ کے مطابق اب صرف مرزا قادیانی کی تعلیم کی پیروی ہی موجب نجات ہے۔مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کونوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا، جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اورجس کے کان ہوں سنے۔"

(حاشیہ اربعین نمبر۴ روحانی خزائن ص۴۳۵ ج۱۷)

(۲) قرآنی عقیدہ کے علی الرغم مرزا قادیانی اپنے کوخاتم الانبیا کہتا ہے:

"میں بارہا بتلاچکا ہوں کہ میں بموجب آیت:"واخرین منھم لما یلحقوابھم" بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیا ہوں۔"

(ایک غلطی کاازالہ روحانی خزائن ص۲۱۲ ج۱۸)

(۳) قادیانی ریویو ۵/ مئی ۱۹۲۹ء میں شائع کیا گیا:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی-ناقل) کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا، اس زمانہ میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی ہے۔"

(بحوالہ قادیانی مذہب ص۲۶۶)

(۴)"یہ بات بالکل صحیح ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے،حتی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ سکتا ہے۔"

(ڈائری خلیفہ قادیان اخبارالفضل ۱۷/ جولائی ۱۹۲۲ء)

(۵) "قرآن کریم کے مطابق صاحب کوثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔مگر قادیانی عقیدہ یہ ہے کہ آیت:"انا اعطینک الکوثر" مرزاغلام احمد کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔"

(حقیقۃ الوحی خزائن ص۱۰۵ ج۲۲)

(۶) مرزا قادیانی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ شق القمر کوامر خارق عادت نہ مان کر محض کسوف وخسوف ہی قرار دیا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی عظمت جتانے کے لئے لکھتا ہے:

لہ خسف القمر المنیر وان لی
غسا القمران المشرقان اتنکر

"اس (حضور صلی اللہ علیہ وسلم...... ناقل) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کااب تو کیاانکار کرے گا۔"

(اعجاز احمدی در خزائن ص۱۸۳ ج۱۹)

(۷)"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کی اشاعت مکمل نہ ہوسکی میں نے پوری کی۔"

(حاشیہ تحفہ گولڑویہ خزائن ص۲۶۳ ج۱۷)

قادیانی لٹریچر میں اس طرح کی بہت سی تحریریں موجود ہیں بغرض اختصار ان ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

اورمرزا قادیانی کی یہ فحش گوئی و گستاخی انبیاءؑ سے گزر کر اکابر صحابہؓ وصلحاء امت بلکہ عام مسلمانوں تک کواپنا نشانہ بناتی رہی ہے۔چنانچہ مرزا نے اکابر صحابہؓ کو بلاتکلف غبی، نادان اور معمولی انسان کے الفاظ سے یاد کیا ہے،اور امت مسلمہ کے لئے ان کی پٹاری میں کافر مشرک جہنمی، کنجریوں کی اولاد سے کم درجہ کا شاید کوئی لفظ ہی نہیں تھا تفصیل کے لئے دیکھئے۔(رئیس قادیان ص۲۰۰ ج۲)

> ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک چیز کا بھی انکار کرنا کفر ہے،خواہ صاف صاف انکار کرے یا تاویل کرکے کیونکہ ضروریاتِ دین میں تاویل بھی کفر ہے۔

کفر،نفاق،ارتداد،زندقہ کی تعریفات واحکام اورمرزا قادیانی اور اس کی ذریت پران کاانطباق

ایمان کے لغوی معنی کسی چیز کے ماننے کے ہیں اورکفر،ایمان کی ضد ہے،لہٰذا کفر کے لغوی معنی انکار کرنے کے ہیں اوراصطلاح شرع میں ایمان کی

حقیقت وماہیت یہ ہے:

ترجمہ: ”تمام ان چیزوں کی تصدیق کرنا جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے اگرچہ وہ متواتر نہ ہوں، اور آپ کے احکام کو لازم پکڑنا، اور دین اسلام کے علاوہ ہر دین سے برأت ظاہر کرنا۔“ (اکفار الملحدین ص:۲ حاشیہ)

ایمان کی یہ تعریف مسلم شریف کی حدیث شریف سے ماخوذ ہے جو درج ذیل ہے:

”مجھ کو حکم دیا گیا کہ لوگوں سے قتال کرتا رہوں یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور مجھ پر اور اس چیز پر جس کو میں لے کر آیا ایمان لے آئیں، پس جب وہ اس کو اختیار کرلے تو وہ اپنی جان اور مال میری جانب سے محفوظ کرلیں گے مگر ان کے حق کی وجہ سے۔“ (مسلم شریف ص۳۷ ج۱)

نیز آیت کریمہ احادیث کے اس مضمون کی تائید وتصدیق کرتی ہے:

ترجمہ: ”اور جو کوئی منکر ہو اس سے سب فرقوں میں سے سو دوزخ ہے ٹھکانہ اس کا۔“ (سورہ ھود:۱۷ ترجمہ: شیخ الہندؒ)

بہرحال ایمان شرعی یہ ہے کہ تمام ماجاء بہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مانا جائے، بعض کو ماننا بعض کو نہ ماننا ایمان شرعی نہیں ہے اور چونکہ کفر ایمان کی ضد ہے لہٰذا کفر شرعی کا مطلب یہ ہے کہ ماجاء بہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سرے سے انکار کرے یا بعض کو مانے لیکن ضروریات دین میں سے کسی ایک چیز کا بھی انکار کرے خواہ صاف صاف انکار کرے خواہ تاویل کرکے کیونکہ ضروریات دین میں تاویل بھی کفر ہے۔

چنانچہ محقق وزیر یمانی فرماتے ہیں:

”کفر کی اصل اللہ تعالیٰ کی کتب معلومہ میں سے کسی کی تکذیب کرنا ہے جان بوجھ کر یا اللہ کے رسولوں میں سے کسی ایک کی تکذیب کرنا یا جن چیزوں کو وہ لے کر آئے ان میں سے کسی چیز کی تکذیب کرنا۔

جب کہ اس امر مکذب کا دین سے ہونا یقیناً معلوم ہو، اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اتنی بات کفر کی ہے جس سے یہ چیز صادر ہو وہ کافر ہے، جب کہ وہ مکلف ہو با اختیار ہو اس کی عقل میں خلل نہ ہو اور نہ اس پر زبردستی کی گئی ہو، اور ایسے ہی اس شخص کے کفر میں کوئی اختلاف نہیں جو اس قسم کے یقینی امر کا انکار کرے اور ملحدوں کے طریقہ پر ناممکن التاویل امور میں تاویل کی آڑ لے۔“ (ایثار الحق علی الخلق ۱۱۲ للمحقق الشہیر الحافظ محمد بن ابراہیم الوزیر الیمانی بحوالہ اکفار الملحدین ص۸۴)

”کفر کا تحقق شریعت کی بالتواتر منقول شدہ چیزوں پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے ہوتا ہے خواہ آدمی کی نادانی کی وجہ سے ہو یا انکار کرنے کی وجہ سے یا عناد ومخالفت کی وجہ سے۔“ (حاشیہ اکفار الملحدین، ص۸۹)

ضروریات دین کیا ہے

”ضروریات دین سے مراد جیسا کہ کتب عقائد وغیرہ میں مشہور ہے۔ وہ چیزیں ہیں جن کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے ہونا یقیناً معلوم ہو، بایں طور کہ آپؐ سے وہ تواتر کے ساتھ منقول ہوں اور مشہور ہوں اور عام لوگ ان کو جانتے ہوں۔“ (اکفار الملحدین ص۲)

یعنی اس کا دینی امر ہونا اس قدر مشہور ہو کہ بہت سے عوام بھی جانتے ہوں کہ یہ دینی امر ہے یہ مطلب نہیں کہ عوام کا ایک ایک فرد جانتا ہو، خواہ وہ دینی تعلیم کی طرف بالکل متوجہ نہ ہوا ہو، بلکہ جس چیز کا امر دینی ہونا عوام کا ایک بڑا طبقہ جانتا ہو اور ایک بڑا طبقہ نہ جانتا ہو، وہ بھی ضروریات دین میں شمار ہوگا۔

مثلاً وحدانیت، نبوت ورسالت، ختم نبوت بعث وجزاء نماز وزکوٰۃ کی فرضیت شراب کی حرمت وغیرہ۔

ضروری کا یہ مطلب نہیں کہ اس کا عمل میں لانا ضروری ہے کیونکہ بہت سے مباحات ومستحبات بھی ضروریات دین میں شامل ہیں جن کو ماننا تو ضروری ہے، لیکن عمل میں لانا ضروری نہیں ہے، بلکہ ضروری کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ثبوت قطعی ویقینی ہے۔ (جاری ہے)

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar, Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

علامہ محمد عبداللہ

حضرت زبیرؓ

۵ ہجری میں خندق کا معرکہ پیش آیا، بنو قریظہ (یہودیوں) کے محلے کے نزدیک مسلمان عورتوں کو ایک قلعہ نما عمارت میں رکھا گیا تھا تاکہ دشمن کی دست برد سے محفوظ رہیں۔ یہودی موقع سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ حضرت صفیہؓ نے ایک یہودی کو پھاٹک کے پاس پھرتے ہوئے دیکھ لیا، انہوں نے فوراً خیمہ کی ایک چوب اکھاڑی اور یہودی کے سر پر اس زور سے ماری کہ اس کی کھوپڑی پھٹ گئی، پھر اس کا سر کاٹ کر نیچے پھینک دیا، اس سے یہودی یہ سمجھے کہ قلعہ میں سپاہ موجود ہے، اس لئے انہیں پھر کسی زیادتی کی جرأت نہ ہوئی۔

یہ بی بی صفیہ کون ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سگی پھوپھی، حضرت عبدالمطلب کی صاحبزادی اور شیر خدا حضرت حمزہؓ کی بہن، وصف شجاعت ان کی خاندانی میراث تھی، احد کے روز شکست کی خبر مدینہ منورہ میں پہنچی تو وہ فوراً جنگ کے میدان میں پہنچ گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے صاحبزادے (حضرت زبیرؓ) سے فرمایا اپنی امی کو حمزہؓ کی لاش سے دور رکھو، کہیں صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹ جائے ان کے کانوں تک آواز پہنچ گئی، وہ بولیں: میں ماجرا سن چکی ہوں، اللہ کے راستے میں سب گوارا ہے۔ شہید بھائی کی مثلہ شدہ لاش دیکھی تو انا للہ پڑھا اور جگر تھام کے رہ گئیں۔

مائیں مثالی شجاعت اور بسالت کی مالک ہوں تو ان کی کوکھ سے جنم لینے والے فرزند کا کیا حال ہوگا؟ یہ تھے حضرت زبیرؓ حضرت عبدالمطلب کے نواسے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پھوپھی زاد بھائی، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سگے بھتیجے، حضرت صدیق اکبرؓ کے داماد، حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بہنوئی، بی بی اسماءؓ کے شوہر اور عبداللہؓ کے والد، سبحان اللہ کیسی کیسی نسبتیں ان کے حصے میں آئی تھیں؟

سولہ سال کی عمر میں مشرف باسلام ہوکر "السابقون الاولون" کے زمرۂ قدسیہ میں شامل ہوئے، گھر والوں نے ایذا رسانی میں کوئی کسر نہ چھوڑی، جادۂ مستقیمہ سے ہٹانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا، چچا ان کو چٹائی میں لپیٹ کر دھونی دیتا تھا، مگر کیا مجال کہ پائے ثبات میں کوئی لغزش آجائے:

جنوں جب کارفرما ہو، تو کام آتی نہیں اصلاً
یہ تادیبیں یہ تہدیدیں، یہ تنبیہیں یہ تعزیریں

پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی، وہاں سے واپس آئے تو مدینہ منورہ چلے گئے، بہادر تو تھے ہی، تمام غزوات میں شریک ہوکر داد شجاعت دیتے رہے، کہا جاتا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے تلوار میان سے باہر نکالنے والے حضرت زبیرؓ ہی ہیں، قصہ یہ پیش آیا کہ مکی زندگی میں ایک روز یہ افواہ پھیل گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرلیا گیا ہے، انہوں نے سنا تو بے چین ہوگئے، فوراً ننگی تلوار لے کر لوگوں کو چیرتے ہوئے بارگاہ اقدس میں پہنچ گئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا زبیر! کیا بات ہے؟ عرض کیا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اس طرح سنا تھا... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً دعا کے ہاتھ اٹھادیے، نہ صرف زبیرؓ کے حق میں بلکہ ان کی شمشیر بے نیام کے حق میں بھی۔ (استیعاب، ص:۲۰۸)

حضرت زبیرؓ نے بدر سے لے کر تبوک تک تمام غزوات میں مردانگی کے جوہر دکھائے، باڈی گارڈ کی حیثیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس رہتے تھے، آپؐ کے خیمے کی پاسبانی کرتے، غزوۂ خندق کے موقع پر یہودیوں کے قبیلہ بنو قریظہ نے بدعہدی دکھائی۔ میثاق مدینہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے انہوں نے مشرکین مکہ کا ساتھ دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو بھیج کر ان کی سرگرمیوں کے بارے میں دریافت فرمانا چاہتے تھے، آپ نے تین مرتبہ پوچھا: کون ہے جو ان کو خبر لے آئے؟ ہر مرتبہ حضرت زبیرؓ اپنی خدمات پیش کرتے رہے، اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ان لکل نبی حواریاً وحواری الزبیر." (بخاری، مسلم)

ترجمہ: "ہر نبی کو ایک خاص مددگار ملتا ہے اور میرا خاص مددگار زبیر ہے۔"

جب حضرت زبیرؓ بنو قریظہ سے واپس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رپورٹ سنائی تو آپؐ نے تحسین میں فرمایا: "فداک ابی وامی" (بخاری) ان دو ارشادات کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ دو فرمان بھی حضرت زبیرؓ کے سرافتخار کو بلند کرتے ہیں۔

(الف) الزبیر فی الجنۃ (ب) طلحۃ والزبیر جارای فی الجنۃ. عہد نبوت کے بعد، دور خلافت راشدہ میں بھی، حضرت زبیرؓ کی کارکردگی مثالی رہی، مگر زمانے کی بوقلمونی دیکھئے کہ وہ حواری رسولؐ جو کبھی دشمن کی صفوں میں گھس کر ان کو الٹ پلٹ دیتا تھا، جنگ جمل کے روز، جب حضرت علیؓ کے سمجھانے پر وہ کنارہ کش ہوکر چلے گئے، تو پیچھے سے ایک بدبخت نے جاکر عین نماز کی حالت میں ان کا سر تن سے جدا کردیا، اور پھر ان کی تلوار لے کر حضرت علیؓ کی خدمت میں واپس آیا، وہ داد و تحسین کا امیدوار تھا، مگر حضرت علیؓ نے اسے جہنم کی وعید سنائی۔ (استیعاب، ص:۲۰۹)

HB®

TRUSTABLE MARK

Hameed®

BROS JEWELLERS

3, Mohan Tarrace Sharhah-e-iraq Saddar Karachi. Code: 74400

Phone : 5675454, 5215551 Fax : (092-21) -5671503

ICEBERG (Water Chiller)

☆ پینے کا پانی ٹھنڈا کرنے کے ساتھ ساتھ بجلی کی بھی بچت کرتا ہے، ☆ خوبصورت ڈیزائن، ☆ باڈی مکمل کوٹڈ ہونے کی وجہ سے زنگ سے محفوظ، ☆ واٹر ٹینک اسٹین لیس اسٹیل، ☆ جدید ترین ٹیکنالوجی کو سامنے رکھ کر مکمل کیلکولیٹڈ بنایا گیا ہے، جس کی وجہ سے یہ صرف چند منٹوں میں آپ کو ٹھنڈا پانی دینا شروع کر دیتا ہے۔

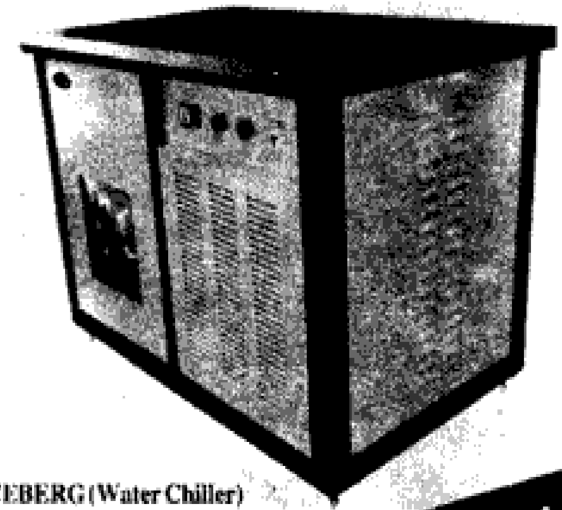

ICEBERG (Water Chiller)
Model: WC-HS

فلاحی اداروں کیلئے خصوصی ڈسکاؤنٹ

لائٹ ورکنگ ایریا کیپیسٹی 300 افراد کے لئے

ہیوی ورکنگ ایریا کیپیسٹی 200 افراد کے لئے

رابطہ سیل: 0333-2126720

فیکس: 021-6369077

E-mail:monir@super.net.pk

خبروں پر ایک نظر

عظیم الشان تحفظ ناموسِ رسالت کانفرنس، ملتان

قانونِ تحفظ ناموسِ رسالت اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس ایکٹ کی حفاظت کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا: مولانا فضل الرحمٰن

ملتان .... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان میں عظیم الشان تحفظ ناموس رسالت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے کی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ ناموس رسالت کے تحفظ کے قانون اور امتناع قادیانیت ایکٹ کی حفاظت کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا، انہوں نے کہا کہ ڈنمارک کے اخبارات میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت اور ہالینڈ میں قرآن پاک کی توہین پر مبنی فلم کے اجراء اور ملک بھر میں ملٹی نیشنل کمپنیوں کی مصنوعات کی آڑ میں اور مقامی اقلیتوں کی طرف سے توہین آمیز کلمات، اشتعال انگیزی کا باعث ہیں۔ یہود و نصاریٰ اور ان کے گماشتے اس قسم کی حرکات کر کے مسلمانوں کے دلوں سے محبت رسول کا جذبہ سرد کرنا چاہتے ہیں۔ مسلمان اپنی جان پر کھیل کر ناموس رسالت کا تحفظ عین نجات سمجھتا ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا سعید احمد جلال پوری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہود و نصاریٰ کی ہر دور میں کوشش رہی ہے کہ امت مسلمہ کا رشتہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقطع کردیا جائے۔ تقریباً ایک صدی قبل مرزا غلام احمد قادیانی کو اسی مشن کے لئے کھڑا کیا گیا، لیکن علماء امت نے اس کے دجل وفریب کا پردہ چاک کر کے اس کے کفر کو پوری دنیا میں ننگا کردیا، انہوں نے کہا کہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں بارہ سو صحابہؓ و تابعینؒ کی قربانی پیش کر کے بتلایا کہ ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہزاروں مسلمان قربان کئے جاسکتے ہیں، لیکن دشمن رسول کو پنپنے کا موقع نہیں دیا جاسکتا۔

مجلس علماء اہل سنت کے ناظم اعلیٰ مولانا عبدالغفور حقانی نے بنگلہ دیش کورٹ کے فیصلہ جس میں قادیانی کتب اور لٹریچر پر پابندی عائد کی ہے کا خیر مقدم کرتے ہوئے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ قادیانی کتب جو گستاخی رسالت پر مبنی ہیں پر پابندی عائد کر کے قادیانیوں کی سرگرمیوں کو غیر قانونی قرار دیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ ۵۷ اسلامی ممالک کے مسلمان حکمران عوامی جذبات و احساسات کی ترجمانی کی بجائے امریکا کی تابعداری میں مصروف ہیں اور امریکی حکمرانوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دین دار مسلم عوام کو دہشت گردی کے نام پر قتل و غارت گری اور ناقابل برداشت تشدد کر کے امریکی آلہ کار کا کردار ادا کر رہے ہیں۔

جمعیت علماء اسلام پنجاب کے ناظم اعلیٰ مولانا افتخار احمد حقانی نے کہا کہ توہین آمیز خاکے ملعون رشدی اور تسلیمہ نسرین کی حوصلہ افزائی کا تسلسل ہیں اور ان کے ذریعہ غیرت مسلم کو للکارا جارہا ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ لاہور اور کراچی کے واقعات ڈاکٹر عبدالقدیر خان، سانحہ لال مسجد سمیت اہم واقعات کی پشت پر قادیانی سازشیں کارفرما ہیں، کیونکہ قادیانی گروہ کا الہامی عقیدہ اکھنڈ بھارت کا ہے، جسے وہ عملی جامہ پہنانے کے لئے یہ حرکات کر رہے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب جاری رکھے گی۔ کانفرنس سے

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

مولانا ارشاد احمد کبیر والا، خواجہ عبدالماجد صدیقی، مولانا محمد نذر عثمانی، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا عبدالستار حیدری، مولانا ظفر احمد قاسم، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا نقیر اللہ اختر، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا محمد طیب، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا بشیر احمد، مولانا سید عبدالوہاب شاہ، مولانا راشد مدنی نے بھی خطاب کیا۔

کانفرنس میں درج ذیل قراردادیں منظور کی گئیں:

- ☆...... یہ اجتماع حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ ڈنمارک، ہالینڈ اور گستاخ ممالک کے ساتھ سفارتی تعلقات منقطع کئے جائیں اور مذکورہ بالا ممالک کے سفراء کو ملک بدر کیا جائے۔
- ☆...... ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو رہا کیا جائے۔
- ☆...... اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق قانون سازی کرکے قادیانیوں کی خلاف قانون سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے۔
- ☆...... ملک میں امن و امان برقرار رکھتے ہوئے شہریوں کی عزت وآبرو کا تحفظ کیا جائے۔
- ☆...... قادیانیوں کو کلیدی اسامیوں سے الگ کیا جائے۔

قادیانی جماعت کے مقامی صدر کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے: شرکاء کانفرنس

ساہیوال (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے حسب سابق امسال بھی جامعہ رشیدیہ غلہ منڈی ساہیوال میں عظیم الشان سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی امیر اور جامعہ رشیدیہ کے سربراہ مولانا کلیم اللہ رشیدی نے کی، جبکہ کانفرنس سے شاہین ختم نبوت

مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عبدالحکیم نعمانی، ماہنامہ لولاک ملتان کے منتظم مولانا عزیز الرحمن ثانی، جمعیت علماء اسلام کے مولانا حق نواز خالد، مولانا ضیاء الدین آزاد، جمعیت اہلحدیث کے مولانا احمد یار صدیقی، جامعہ علوم شرعیہ کے مولانا عبدالفتاح، ممتاز عالم دین مولانا فضل احمد، مولانا عبدالحمید تونسوی، قاری عبدالجبار، محمد اسلم بھٹی، قاری محمد عثمان صدیقی، مولانا قاری عبدالستار، مولانا قاری منظور احمد طاہر، مولانا اظہار الحق، مولانا محمد شاہد عمران عارفی سمیت متعدد مقررین وزعماء نے شرکت وخطاب کیا۔ نقابت کے فرائض جامعہ رشیدیہ کے ناظم اعلیٰ قاری سعید بن شہید نے سرانجام دیے۔ کانفرنس کے شرکاء نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹایا جائے۔ قادیانی جماعت ساہیوال کے مقامی صدر ابرار احمد قادیانی کو گرفتار کیا جائے اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے تحت اس کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے۔ بصورت دیگر پیش آنیوالے تمام امور اور حالات کی ذمہ داری قادیانی صدر اور ضلعی انتظامیہ پر عائد ہوگی۔ علاوہ ازیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی کے رہنما قاری زاہد اقبال، حافظ محمد اصغر عثمانی اور ہڑپہ شہر سے جماعت کے مقامی احباب نے قافلوں کی صورت میں شریک ہوکر کانفرنس کو رونق بخشی۔

ختم نبوت کانفرنس، پاکپتن

پاکپتن (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دارالعلوم حنفیہ فریدیہ نزد میونسپل پارک پاکپتن میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت حضرت مولانا عبدالوہاب (عارف والا) نے کی، جبکہ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا عبدالحکیم نعمانی، جمعیت علماء اسلام کے مولانا ضیاء الدین آزاد، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی کے امیر شیخ الحدیث مولانا محمد ارشاد، جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے مہتمم اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی امیر مولانا کلیم اللہ رشیدی، قاری عبدالجبار، قاری سعید بن شہید، قاری محمد عثمان صدیقی، مولانا محمد اسماعیل، قاری عبدالمجید، قاری محمد اشرف، قاری عبدالقادر اور قاری تنویر سمیت تمام مکاتب فکر کے نمائندہ علماء کرام نے خصوصی طور پر شرکت کی۔ مقررین نے ضلع پاکپتن میں قادیانیوں کی غیر آئینی تبلیغی سرگرمیوں پر سخت برہمی اور گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے متعلقہ انتظامیہ سے کارروائی کا مطالبہ کیا ہے۔ کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے قاری بشیر احمد عثمانی، سعید احمد سروش ایڈووکیٹ، حافظ محمد شعیب نواز، سردار محمد مجاہد اور محمود احمد نے مفید مشوروں اور سرپرستی سے نوازا اور کانفرنس کے تمام متعلقہ امور کی نگرانی فرمائی۔

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 2545573

فرما گئے یہ ہادیؐ

لانبی بعدی

ساتویں سالانہ عظیم الشان

ختم نبوت کانفرنس

9 مئی 2008ء بروز جمعہ بعد نماز مغرب

فاروق اعظم چوک گمبٹ ضلع خیرپور میرس

زیر صدارت:
استاذ المحدثین حضرت
سائیں عبدالصمد مدظلہ
سجادہ نشین خانقاہ ہالیجی شریف

زیر سرپرستی
حضرت مولانا
علامہ احمد میاں حمادی مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ

مہمان خصوصی:
حضرت مولانا **عزیز الرحمن جالندھری** (مرکزی ناظم اعلیٰ)
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

نعت خواں
مداح رسول حافظ **اشفاق احمد** کراچی
ثناء خواں **عبدالحق چنا** خیرپور

اسٹیج سیکریٹری
جناب حکیم عبدالواحد بروہی
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ
حضرت مولانا نعمت اللہ شیخ

خطاب
(ان شاء اللہ تعالیٰ)

یادگار اسلاف
مرکزی رہنما
مولانا **بشیر احمد** مدظلہ
مجلس تحفظ ختم نبوت

استاذ العلماء
حضرت مولانا
میر محمد میرک انجرا
مدظلہ العالی

نقیب ختم نبوت
محمد حسین ناصر
مبلغ سکھر

مجاہد ختم نبوت
حضرت مولانا مفتی
حفیظ الرحمن
ٹنڈو آدم

شاہین ختم نبوت
مولانا **اللہ وسایا** مدظلہ
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

فاضل نوجوان
مولانا **محمد فیاض مدنی**
مبلغ گمبٹ

فاضل نوجوان
حضرت مولانا
قاضی احسان احمد
مبلغ کراچی

جنرل جمعیت بینکرز
مولانا علامہ ڈاکٹر **خالد محمود** سومرو مدظلہ
جمعیت علماء اسلام پاکستان

کھانے کا انتظام ہوگا

قرأ حضرات:
استاذ القراء
قاری ظہور احمد شیخ
قاری القراء
قاری امیر احمد

خطبہ جمعہ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ جامع مسجد صدیق اکبر خیرپور میں دیں گے

مدرسہ مطلع العلوم کے علماء وفضلاء کی دستار بندی بھی ہوگی

الداعی الی الخیر: **عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ** فون: 0243-640076 سیل: 0301-6685585

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سد باب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کراچی اور ماہنامہ لولاک ملتان کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

تمام صدقات جاریہ میں شرکت کے لئے
زکوٰۃ، صدقات، فطرہ، عطیات
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
کو دیجیے

نوٹ مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دینے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔

ترسیل زر کے پتے

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 22 4583486-45141 فیکس: 4542277
اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون: 2780337 فیکس: 2780340
اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

اپیل کنندگان

مولانا خواجہ خان محمد
امیر مرکزیہ

مولانا عزیز الرحمن
ناظم اعلیٰ